ڈاکٹر محمد ارشد عثمان

نادم سیتاپوری، کی علمی وادبی خدمات

ضلع سیتا پور کا مرکزی شہر ''سیتا پور'' ایک قدیم اور تاریخی شہر ہے جو اپنے دیو مالائی اور تاریخی پس منظر کی وجہ سے جانا جاتا ہے۔ رامائنی عہد کی روایات بتاتی ہیں کہ سیتا پور بھگوان ''رام'' کی بیوی ''سیتا'' کے نام سے موسوم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ''سیتا''، ''رام'' کے ساتھ ایک زیارت کے دوران یہاں ٹھہری تھی بعد ازاں راجہ ''وکرمادت'' نے اس شہر کی بنیاد رکھی اور سیتا پور اس کا نام رکھا۔ اس شہر کا تعلق دورِ قدیم، وسط اور جدید تاریخ سے ہے۔ سادھوؤں اور صوفیوں کی سرزمین ہے۔ اس مقدس مقام پر ''ویدویاس'' نے ''پران'' تخلیق کیے۔ ہندو دیو مالا کے مطابق ''پنچ دھم یاترا'' اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ ''نیم سار'' یا ''نیما شرن'' نہ جایا جائے جو سیتا پور میں ہے۔ سیتا پور کے بارے میں ابوالفضل نے آئین اکبری میں لکھا ہے کہ یہ علاقہ عہد اکبری میں ''چھتیا پور'' یا ''چتیا پور'' کہلاتا تھا۔ قدیم تاریخ کے مطابق یہ مقام ''کوشل نریش'' کے بیٹے ''بدودابھ'' کے بعد راجہ ''مگدھ'' کی ''شینگناز'' ریاست میں شامل تھا۔ نندا اور موریا سلطنت کے زوال کے بعد یہ علاقہ ''شدگا سلطنت'' کے تحت چلا گیا تھا۔ اس دور کے مٹی کے مجسمے تحصیل ''سدھولی'' سے دریافت ہوئے ہیں۔ اسی طرح گپتا دور کے آثار ''بدیسار'' کی تحصیل ''مشرکھ'' سے ملے ہیں۔ ''نیما شرن'' کا مقدس مقام دریائے گومتی کے کنارے پر ہے جہاں مہارشی ویدویاس نے ''پران'' تخلیق کیے۔ ''ویدوں'' کے بعد کے زمانے کی ایک عظیم جامعہ کے آثار بھی اسی علاقے سے ملے ہیں جہاں اٹھاسی ہزار ''رشی''، ''شاستروں'' کی تعلیم حاصل کرتے تھے، ''شونک جی'' اس جامعہ کے رئیس تھے۔ مغل دور میں لاہر پور اور خیر آباد اپنی مذہبی اور علمی حیثیت کی بنا پر مشہور تھے۔ سولھویں صدی میں یہ علاقے فارسی، عربی اور سنسکرت کی زبانوں کے مرکز حصول علم رہے ہیں۔[1]

علم وادب سے تعلق رکھنے والی بے شمار ہستیوں نے یہیں جنم لیا جنھوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ ولی دکنی کے زمانے میں بھی یہاں نہ صرف شعر وشاعری کا چلن تھا بلکہ ریختہ گو حضرات بھی موجود تھے مشہور علمی وادبی شخصیات میں قاضی سید عبداللہ رضوی۔ میر محمد آصف مشہدی، فرزوق ہند حضرت جرتح، میر مقرب حسین مقرب، میر امتیاز علی محزون، فردوسی ہند حضرت فارغ، حکیم محمد شریف طالب، میر کاظم حسین وفا، منشی علی رضا رضا، میر ناظر حسین ناظر منشی علی محمد نظم، میر ظہور الحسن فروغ، میر محمد نذیر آزاد، احمد حسن ہاتف، مضطر

وسیم خیرآبادی اور ریاض خیرآبادی اور مولوی شیخ اکرام علی (علامہ سیتاپوری) مترجم اخوان الصفا زیادہ مشہور ہیں جب کہ مشہور ہندی شاعر نارتم داس بھی سیتاپور کا رہائشی تھا، وہ تلسی داس کا ہم عصر تھا اس کی مشہور تخلیق ''سداما چرترا'' تھی۔ اس ضلع کی اور مشہور شخصیت راجا ٹوڈرمل کی ہے جو کہ شہنشاہ اکبر کے ''نورتن'' میں سے اور وزیر لگان تھا۔ اچاریا نریندر ادیو بھی سیتاپور میں پیدا ہوا جو ایک مشہور قوم پرست اور معلم تھا۔[۲]

سید محمد اظہر نادم سیتاپوری اس تاریخی، علمی و ادبی شہر میں ۲۷ رفروری ۱۹۱۴ء کو سادات سیتاپور کے ایک قابلِ ذکر خاندان میں پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب آٹھویں امام حضرت امام رضا سے ملتا ہے۔ نادم سیتاپوری کے جدِ اعلیٰ سید عبداللہ زربخش بن سید یعقوب بن سید ابوعبداللہ ۱۴۵۲ھ، ہجری میں ہندوستان آئے ابتدائی قیام لاہور میں رہا۔ کچھ دن یہاں قیام کے بعد اودھ کی طرف روانہ ہوئے اور قصبہ زید پور (ضلع بارہ بنکی یو۔پی) میں مستقل سکونت اختیار کی۔ سید عبداللہ کی اولاد میں جناب سید زید بہت مشہور ہوئے اور انھی کے نام پر قصبہ زید پور مشہور ہوا۔ جناب سید زید کی اولاد میں سے ایک بزرگ قاضی سید محمد تقی قصبہ کھیری (ضلع لکھیم پور کھیری یو۔پی) میں سکونت گزیں ہوئے۔ قاضی سید محمد تقی کے خاندان سے ایک بزرگ قاضی سید محمد اشرف بن قاضی سید اوحد قصبہ کھیری سے آکر سیتاپور میں آباد ہوئے اور محلّہ قضیارہ آباد کیا۔ اسی محلّہ میں جناب نادم سیتاپوری نے جنم لیا اور اپنی زندگی کے ابتدائی ایام گزارے۔ عام رواج کے مطابق اپنی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی مکمل ہوئی۔ مولوی میر غلام عباس خوشتر نے نادم صاحب کو لفظوں کی پہچان کروائی بعد میں مزید تعلیم کے لئے اسکول ''ہزارہ، پرائمری اسکول، سیتاپور'' میں داخل کرائے گئے۔[۳]

کلکتہ بورڈ سے ہومیو پیتھک ڈاکٹری کا کورس کیا، کچھ عرصہ ڈاکٹری بھی کی لیکن علم و ادب کی منزلیں انھیں اپنی جانب پکار رہیں تھیں لہٰذا اس ڈاکٹری کو خیرباد کہا اور لاہور کی جانب کوچ کیا جہاں انھوں نے صحافت کے میدان میں قدم رکھا ''روزنامہ اثناعشری''، لاہور ان کی پہلی منزل قرار پایا جس کے مالک، ملک صادق علی عرفان تھے۔ جب کہ سید ممتاز حسین خورجوی اس کے مدیر تھے۔ سید ممتاز حسین خورجوی ایک کہنہ مشق صحافی تھے اور صحافت میں سید جالب دہلوی کے شاگرد تھے۔ سید ممتاز حسین خورجوی نے نادم کی تربیت کا اہتمام خود کیا، ابتدا میں نادم کو مزاحیہ کالم، مراسلوں اور نظموں کی ترتیب و انتخاب کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ابتدائی مراحل کے بعد نادم کو چھوٹے چھوٹے نوٹ لکھنے کا حکم دیا گیا۔ جس کے بعد مزاحیہ کالم لکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ جلد ہی نادم کی فطری صلاحیتیں نکھر کر سامنے آگئیں۔ اور وہ ترقی کرتے ہوئے نائب مدیر کے عہدے تک جا پہنچے۔[۴]

جلد ہی ایک دوسرے اخبار ''روزنامہ احرار'' سے ۱۹۳۲ء میں بطور مدیر وابستہ ہوئے۔ ادارتی ذمہ داریوں کا نادم کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ نادم نے اپنی فطری صلاحیتوں سے بہت جلد صحافت میں اپنا مقام بنالیا تھا

اور پھر وہ جب اپنے وطن سیتا پور واپس پہنچے تو ''ہفت روزہ ہاتف'' اور ''ہفتہ وار مستقبل'' ان کی صحافتی زندگی کی دوسری منزل قرار پائے جہاں انھوں نے ادارتی ذمہ داریاں سرانجام دیں۔ صحافت کا میدان، نادم کی اولین پہچان، فنی ارتقا کی پہلی سیڑھی اور روزگار کا بنیادی ذریعہ بنا، وہ تمام عمر ہندوستان کے مختلف شہروں میں صحافتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔[۵] لاہور اور سیتا پور کے اخبارات میں کام کرنے کے بعد اب نادم نے ایک بار پھر اپنے وطن سیتا پور کو خیر باد کہا اور ۱۹۴۰ء کی دہائی میں وہ ہندوستان کی سیاست اور صحافت کے مرکز بمبئی پہنچے۔ ''روزنامہ انقلاب''، بمبئی میں ۱۹۴۵ء میں بطور مدیر وابستہ ہوئے۔ انقلاب میں ان کے ایڈیٹوریل ''پنڈت نہرو کی ہرزہ سرائیاں''، پر نہ صرف ان کو مختلف مقدمات کا سامنا کرنا پڑا بلکہ جیل بھی جانا پڑا۔[۶] نادم نے اس اخبار کے ذریعے حکومتی اور کانگریسی اقدامات کی بھرپور مخالفت کی۔ روزنامہ انقلاب بمبئی کے بعد وہ۔ ''سہ روزہ بیدار، بمبئی''، ''ہفت روزہ انڈیا، بمبئی''، ''ہفت روزہ صداقت، بمبئی''، ''ہفت روزہ آئینہ، بمبئی''، ''ماہ نامہ صبح امید، بمبئی'' اور ''نوائے ادب، بمبئی'' سے بحیثیت مدیر منسلک رہے۔ نادم کچھ عرصہ دہلی میں بھی رہے اور یہاں انھوں نے جمالستان دہلی، پیام تعلیم دہلی، اور ادبی مشورے نامی رسائل کی ادارت کی۔ نادم کی ادبی، صحافتی اور ذاتی زندگی میں قیام بھوپال اہمیت کا حامل ہے۔ بھوپال میں نادم کا قیام ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۰ء تک کا ہے۔ قیام بھوپال کے دوران بھی نادم کی صحافتی سرگرمیاں جاری رہیں۔ اور اس دوران وہ بھوپال کے روزنامہ سماج اور روزنامہ سیاستِ جدید کانپور سے منسلک رہے۔ ادارتی ذمہ داریوں کے علاوہ انھوں نے یہاں کالم نویس کی حیثیت سے بھی شہرت حاصل کی وہ علامہ رشدی اور علامہ نکتہ رس کے نام سے کالم لکھا کرتے تھے۔[۷] نادم کی صحافتی زندگی اختتام ہفت روزہ ''عوامی عدالت''، کراچی پر ہوا جس میں انھوں نے طنز و مزاح سے بھرپور کالم تحریر کیے۔ ان کے یہ کالم جون ۱۹۷۴ء سے اکتوبر ۱۹۷۴ء تک شائع ہوئے۔ اس طویل سفر کے دوران انھوں نے ہندو پاک کے بیش تر صحافتی مراکز میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔ نادم نے بحیثیت صحافی اتنی شہرت حاصل نہ کی جتنی کہ تخلیقات اور تحقیق کے ذریعے حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ آج ان کا نام اردو صحافت پر تحقیق کے حوالے سے تو لیا جاتا ہے لیکن بحیثیت صحافی اب ان کا نام کوئی لینے والا نہیں ہے۔ بطور صحافی ان کے کارناموں کا اب باقاعدہ مواد بھی موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بطور صحافی نادم کی خدمات کا اعتراف ان کے شایانِ شان کیا جانا اب ممکن نہیں رہا۔

نادم کے متنوع فنی سفر کا سب سے اہم پڑاؤ تحقیق ہے انھوں نے ادب کے مختلف گوشوں پر قابلِ قدر تحقیقی خدمات سرانجام دیں نادم سیتاپوری قدیم تحقیق کی روایت کے امین ہیں اگرچہ نادم کی ابتدائی تصنیف علامہ سیتاپوری، ۱۹۳۷ء میں منظر عام پر آئی تھی لیکن نادم نے اپنی ادبی زندگی میں اتنے متنوع اور ہمہ جہت

موضوعات کو موضوعِ تحریر بنایا کہ ان کی وہ کسی ایک مخصوص جہت میں ماہرانہ شہرت حاصل نہ کر سکے۔ وہ کہیں صحافی نظر آئے تو کہیں کہانی نویس، کہیں کالم نگار اور کہیں محقق۔ لیکن مجموعی طور پر ان کی تحریروں کا جائزہ لیا جائے تو نادم بنیادی طور پر ایک محقق کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ان کی تحقیق میں سیتاپور کو سب سے نمایاں حیثیت حاصل ہے نادم نے سیتاپور کے اصحاب کمال وفن کے کام کو تصحیح و تدوین کے ساتھ پیش کیا۔ جب کہ انھوں کی تحقیق کے دیگر موضوعات غالبیات اور صحافت میں بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ انھوں نے قدیم تحقیق کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے نہ صرف اعلیٰ میعار کی تحقیقی کتب تصنیف کیں بلکہ کئی درجن تحقیقی مقالات بھی تحریر کیے، جنھوں نے اپنی گوناں گوں خوبیوں کی بدولت اردو کے تحقیقی سرمایہ میں بااعتبار مقام بھی حاصل کیا۔ انھیں اپنے تحقیقی کارنامے ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی'' پر حکومت ہند کی جانب سے نقد انعام بھی عطا کیا گیا۔[8] غالب پر کیے گئے تحقیقی کام نے انھیں ماہر غالبیات کی صف میں لا کھڑا کیا۔ نادم نے عرق ریزی سے اور جہد مسلسل کے ذریعے اردو ادب کو قابلِ قدر سرمایہ سے مالا مال کیا۔ وہ تحقیق میں حاصل ہونے والے نتائج کو عقیدت و محبت سے بالاتر ہو کر پیش کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔

ان کی تحریک پاکستان کے حوالے سے تحقیق پر مبنی سب اہم، اوّلین اور تنہا تصنیف جس پر اشاعت کے فوراً بعد ہی پابندی لگادی گئی تھی[9] ''ہمارا پاکستان''[10] ہے۔ نادم کی یہ کتاب مطالبۂ پاکستان کے وسیع معنوی پہلوؤں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ایک مستند تحقیقی مقالے کی بھی حیثیت رکھتی ہے۔ نادم نے جا بجا ماخذات اور حوالہ جات کے ذریعے ایک طرف تو تحریکِ پاکستان کے پس منظر کو بیان کیا ہے تو دوسری طرف واضح اور مضبوط دلائل کی مدد سے مطالبۂ پاکستان کی وجوہات کو بیان کیا ہے۔ انگریزوں کی ہندوستان آمد، ہندو مسلم تعلقات، اور تحریک آزادی کے چیدہ چیدہ واقعات و معاملات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ نادم نے تحریکِ پاکستان کے تاریخی، تہذیبی، سیاسی اور مذہبی پس منظر کا جائزہ بھی لیا ہے۔ جب کہ قائداعظم، علامہ اقبال اور سر سیّد جیسے اکابرین کی جدوجہد کو بھی موضوع بنانے کے ساتھ پاکستان کے اساسی اور ترکیبی عناصر پر بھی روشنی ڈالی۔ برصغیر میں مسلم تاریخ اور جدوجہد آزادی اور تحریک پاکستان کو جس انداز میں نادم نے اس کتاب میں پیش کیا اس کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ کتاب ایک قابل قدر دستاویز بن گئی ہے۔

پاکستانیات کے حوالے سے نادم کے تحقیقی مقالات اپنے مآخذ اور حقائق کی بنیاد پر انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے تحریک پاکستان کو تشکیل پاتے، مضبوط ہوتے اور کام یاب ہوتے دیکھا اور مشاہدات و حقائق کو اپنے مقالات میں پیش کر دیا۔ کانگریس کی مسلم دشمنی اور مسلم کش پالیسیوں کو بیان کرتے ہوئے اپنے مقالے ''بندے ماترم کانگریس کا مسلم آزار قومی ترانہ''[11] میں نادم نے بتایا ہے کہ یہ ترانہ پہلی

بار، بابو بنکم چندر چٹر جی کے ناول ''آنند مٹھ'' میں شامل کیا گیا تھا جو ۱۹۰۵ء میں تقسیم بنگال کے پس منظر میں ہندوؤں کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے تحریر کیا گیا تھا۔نظریۂ پاکستان سے متعلق نادم کا مقالہ ''مولانا شرر لکھنوی اور پاکستان کا بنیادی تصور'' ۱۲میں نادم نے آزادی ہند اور تقسیم ہند کے حوالے سے پیش کی جانے والی تجاویز بیان کی ہیں، کانگریس کا کراچی ریزولوشن جس میں ہندوستان کو اکیس منطقوں میں تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی گئی تھی سے لے کر علامہ اقبال کے تصور پاکستان تک مختلف تجاویز اور تصورات کو پیش کرنے کے بعد نادم نے ثابت کیا ہے کہ دوقومی نظریہ جو پاکستان کی بنیاد ہے دراصل سب سے پہلے عبدالحلیم شرر نے پیش کیا تھا۔تحریک پاکستان کے صفِ اول کے قائدین میں ایک نام راجہ صاحب محمود آباد کا بھی ہے راجہ صاحب پر لکھے گئے نادم کے مقالے ''راجہ صاحب محمود آباد'' ۱۳میں اگرچہ نادم نے راجہ صاحب کے خاندان، شخصیت، اور سماجی اور سیاسی کردار پر روشنی ڈالی ہے۔لیکن ساتھ ہی جدو جہد آزادی میں راجہ صاحب محمود آباد کے کردار کو تفصیل سے پیش کیا ہے۔راجہ صاحب محمود آباد کی شخصیت کے حوالے سے چیدہ چیدہ واقعات بھی شامل مقالہ ہیں۔تحریک پاکستان کے خدو خال کی تشکیل کے حوالے سے نادم کا ایک اہم مقالہ ''تحریک خلافت کی باغیانہ نظمیں'' ۱۴ہے۔ اس مقالے میں نادم نے تحریک خلافت کے دوران مشہور ہونے والی نظموں کا ذکر کیا ہے۔برصغیر کی سیاسی تاریخ کا ایک اہم واقعہ واجد علی شاہ کی جلاوطنی بھی ہے، انگریزوں کی سیاسی چالبازیوں اور ہندوؤں کی بے وفائی کا اندازہ اس واقعہ کے خدوخال سے لگایا جاسکتا ہے۔نادم نے اس اہم سیاسی، سماجی اور تحریک آزادیٔ ہند سے تعلق رکھنے والے واقعہ کو اپنے مقالے ''بیگمات اودھ کے خطوط کا تاریخی پس منظر'' ۱۵میں تفصیل سے بیان کیا ہے نادم نے واجد علی شاہ کے زوال کے پس منظر اور پیش منظر کو پورے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔تحریک آزادی کے پس منظر اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے حوالے سے نادم کا ایک اہم مقالہ ''پنجاب کا پہلا اردو اخبار اور خان بہادر خان شیر کا مقدمۂ بغاوت ۱۸۶۰ء'' ۱۶ہے۔تحریک آزادی کے حوالے سے نادم کا ایک اور مقالہ ''انقلاب لکھنؤ کی ایک گم نام مثنوی'' ۱۷ہے جس میں نادم نے انقلاب ۱۸۵۷ء کے دوران لکھنؤ کے حالات و واقعات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ انقلاب لکھنؤ پر لکھی گئی ۱۶۲ صفحات اور چودہ سو اشعار پر مشتمل ایک مثنوی ''رشک ماہ تمام'' شاعر نواب محمد رضا خان عاشق پر ادبی اور سیاسی بنیاد پر تحقیقی نظر ڈالی ہے۔ اسی مقالے سے جڑا ہوا نادم کا ایک اور مقالہ ''مدار الدولہ نواب علی نقی خان'' ۱۸ہے جس میں نادم نے نواب علی نقی خان کے کردار، شخصیت اور لکھنؤ کی سیاسی وسماجی تاریخ میں مقام و مرتبہ کا جائزہ لیا ہے۔اس مضمون کے ذریعے جہاں نادم نے تاریخی حقائق سے پردہ اٹھایا ہے وہیں مسلم ہند کے زوال کے اسباب کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ''آزادکی سیاسی سیاحت روس'' ۱۹جنگ آزادی کے بعد پیش آنے والے واقعات کا عکس پیش بھی پیش کیا گیا ہے۔

غالب پر نادم کی پہلی کتاب ''غالبِ نام آورم''۲۰ ہے۔ اس کتاب میں کل چودہ مقالات ہیں جن میں نادم نے غالبیات پر لکھی جانے والی کتب و مقالات کا جائزہ لیا ہے اور ساتھ ہی غالب سے متعلق مختلف روایات، معاصرین، خطوط اور ان کے شاگردوں پر مستند مآخذ کے ساتھ تحقیق و تبصرے شامل کتاب کیے ہیں۔ غالب اور سیتا پور کے درمیان وجود میں آنے والے تعلق کے شواہد کی تلاش اور پیش کش ہے۔ نادم نے اس حوالے سے غالب کے ان شاگردوں کا بھی پتہ چلایا جو سیتا پور سے تعلق رکھتے تھے جب کہ غالب کے خاندان کے بعض افراد کے سیتا پور میں قیام کو بھی نادم نے موضوع بنایا۔ غالب کے دیوان کے مختلف نسخوں پر بھی انھوں نے کام کیا۔ غالب پر ان کا تحقیقی کام بلند پایہ بھی ہے اور حالی کے الفاظ میں کان کنی بھی۔ اگرچہ نادم سیتا پوری اس دور کے محقق ہیں کہ جب غالب شناسی کی تحریک عروج پر ہے اور غالب پر لکھنے والوں کی کوئی کمی نہیں لیکن پھر بھی نادم کا اپنا منفرد انداز اور فکر ہے جو انھیں دیگر غالب شناسوں سے جدا کرتی ہے۔ غالب پر تحقیق میں نادم کا خاص رجحان غالب کے کلام میں الحاقی عناصر کی دریافت ہے انھوں نے اپنی کتاب ''غالب کے کلام میں الحاقی عناصر''۲۱ میں اس پر گراں قدر تحقیقی مقالات تحریر کیے اور بڑی عرق ریزی سے غالب کے کلام میں الحاقی عناصر کی نشاندہی کی ہے۔ ''خیابانِ غالب''۲۲ غالبیات کے سلسلے کی تیسری کڑی ہے جس میں گیارہ مقالات شامل ہیں یہاں بھی نادم نے غالب پر بلند پایہ تحقیقی کام قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔

غالب پر تحقیق نادم کا پسندیدہ موضوع ہے۔ انھوں نے جہاں غالب پر محققانہ کتب تحریر کیں وہیں ان کے مقالات بھی مختلف رسائل میں اشاعت پذیر ہوئے ''غالب کا ایک گم نام شاگرد''،۲۳ میں نادم نے غالب کے شاگرد حکیم محمد شریف طالب سیتا پوری سے غالب کے روابط کو مختلف ماخذ و اسناد کے ذریعے پیش کیا ہے۔ غالب کے ایک اور شاگرد ''مردان علی خان رعنا''۲۴ پر تحریر کیے گئے مقالے میں نادم نے عیش لکھنوی کے واسوخت گو شعرا کے تذکرے ''شعلۂ جوالہ''، مطبوعہ نولکشور پریس، لکھنو ۱۲۸۵ھ کے حوالے سے مردان علی خان رعنا تلمیذ غالب کے فکر و فن اور شخصیت پر تبصرہ کیا ہے۔ ابتدا میں عیش لکھنوی کے تذکرے ''شعلۂ جوالہ'' سے متعلق مفصل معلومات فراہم کیں پھر غالب اور رعنا کے درمیان تعلق کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عیش کی شخصیت پر نظر ڈالتے ہوئے ان کے فنی کارناموں کا محاکمہ بھی شامل مقالہ کیا ہے۔ غالب کی حیات و خدمات پر تحریر کی جانے والے کتب پر نظر ڈالتے ہوئے اپنے مقالے ''حیات غالب (ایک اہم تاریخی دستاویز)''۲۵ میں حیات غالب نامی سوانح حیات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ غالب کے تلامذہ پر تحریر کردہ مقالے ''ایک ممتاز غالب شناس: میاں فوجدار محمد خان'':اور ۲۶ میں نادم نے میاں فوجدار محمد خان کے فکر و فن اور شخصیت کو موضوع بناتے ہوئے ان کے غالبیات پر کام کو پیش کیا ہے۔

''غالب کی آخری آرام گاہ'' ۲۷ نامی مقالے میں نادم نے مزار غالب کے لیے کی جانے والی کوششوں کی تفصیل بیان کی ہے۔غالب کے کلام میں الحاقی عناصر سے متعلق ''غالب تحقیق اپریل فول'' ۲۸ نامی مقالے میں نادم نے غالب سے متعلق الحاقی کلام کا جائزہ پیش کیا ہے۔غالب اور ریاض خیر آبادی کے تعلق کو پیش کرتے ہوئے نادم نے اپنے مقالے ''غالب اور ریاض خیر آبادی'' ۲۹ ریاض خیر آبادی (ولادت ۱۸۶۳ء) کے اس دیوان کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے جو انھوں نے غالب کے دیوان کے جواب میں تخلیق کیا تھا۔''اصلاحات غالب'' ۳۰ نادم کا وہ مقالہ ہے جس میں انھوں نے علامہ نظم طباطبائی کی شرح غالب سے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔''غالب کے متعلق چند غیر معتبر روایات'' ۳۱ نامی مقالہ اشاعت جس میں نادم نے غالب سے متعلق مختلف تذکروں میں موجود مشہور اور معروف روایات کے حقیقی اور غیر حقیقی ہونے پر بحث کی ہے۔تلامذۂ غالب پر تحریر کیے جانے والے مقالے ''رفعت شیروانی: شاگرد غالب کی خودنوشت تحریریں۔۳۲ میں نادم نے ان محققین کی پیروی کی جنھوں نے غالب کے شاگردوں کو بھی تحقیق کا عنوان بنایا ہے تاکہ غالب کی زندگی اور فن کے پوشیدہ حصوں کو سامنے لایا جاسکے۔رفعت بھی غالب کے ایسے ہی گم نام شاگردوں میں سے ایک ہیں جن کے متعلق بیش تر تذکرے خاموش ہیں۔اس مقالے میں نادم نے رفعت کے غالب سے تعلق کے پوشیدہ گوشوں کو بے نقاب کیا ہے۔نادم نے رفعت کے خاندان اور ذاتی زندگی وفن کے مختلف پہلوؤں کو بھی بیان کیا ہے۔

نادم کی تحقیق کا ایک رخ ان کے شخصی مقالات ہیں انھوں نے سیتاپور سے تعلق رکھنے والی شخصیات کو موضوع بنایا اور گراں قدر تحقیقی سرمائے کو اردو کے ذخیرۂ ادب کا حصہ بنا دیا اس سلسلے میں ان کی اولین تصنیف ''علامہ سیتاپوری'' ۳۳ ہے کل ۳۲ صفحات پر مشتمل اس کتابچے میں نادم نے مولوی اکرام علی مترجم اخوان الصفا کے فن وشخصیت کو بیان کرنے کے ساتھ اخوان الصفاء کے ماخذ پر بحث کی ہے:۔اس کتابچے نے آگے چل کر ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی'' ۳۴ کا روپ دھارا جو بحیثیت محقق نادم سیتاپوری کی اعلیٰ اور معیاری کاوش ہے۔اس کتاب میں نادم نے فورٹ ولیم کالج پر نظر ڈالتے ہوئے سیتاپور کے علمی وادبی پس منظر پیش کرنے کے بعد، اکرام علی کے خاندان، تعلیم وتربیت، فنی زندگی، فورٹ ولیم کالج سے تعلق، معاصرین، اخوان الصفاء کا تاریخی پس منظر اور اس کے تراجم پر بات کی جب کہ کتاب کے آخر میں اکرام علی کا کیا ہوا اخوان الصفاء کا ترجمہ بھی شامل کیا ہے۔ٹیگور کی شخصیت اور فن کا احاطہ کرنے والی کتاب ''ٹیگور'' ۳۵ اردو میں ٹیگور پر لکھی جانے والی اولین کتب میں شامل ہے۔ٹیگور پر اردو میں کوئی ایسی کتاب نہیں ملتی تھی جس میں ٹیگور کی زندگی، شاعری اور ان کے جمالیاتی ذوق کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہو۔نادم سیتاپوری نے اپنی

تصنیف ''ٹیگور'' میں بڑی حد تک اس کمی کو پورا کیا اور ان کے خاندان کے حالات، مختصر سوانح، کارناموں، بیرونی ممالک کے اسفار کی روداد، ان کے سیاسی، فلسفیانہ، شاعرانہ افکار و نظریات اور ان سے متعلق ان کے معاصروا کابرین کی آرا بھی شاملِ اشاعت ہیں۔ کتاب کی عبارت بھی رواں اور شگفتہ ہے۔ مولف نے ٹیگور کے بعض صوفیانہ خیالات کو خواجہ حافظ اور مولانا روم کے اشعار سے مستفاد قرار دے کر مطالعۂ ٹیگور کی ایک نئی راہ کھولی ہے۔

''خلاصہ مقدمہ ابنِ خلدون''۳۶ ابن خلدون کے مشہور مقدمہ کی تلخیص ہے، ابتدا میں نادم نے ابن خلدون اور مقدمہ ابن خلدون کا تعارف دیا اس کے کے بعد مقدمہ کی تلخیص شامل کیا نادم کا اندازِ بیان ایسا ہے کہ ابن خلدون کے نظریات واضح ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔ تاریخ و سیاست کے حوالے سے یہ ایک اہم کتاب ہے۔ اگرچہ نادم کی یہ تصنیف تحقیق تو نہیں لیکن جس طرح نادم نے مقدمہٗ ابن خلدون کی تلخیص کی ہے وہ یقیناً ایک محقق کا ہی کام ہے جو بڑی عرق ریزی کے ساتھ مآخذ سے قابلِ قدر مواد کشید کر کے قارئین کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ یہی خوبی اس کتاب میں بھی موجود ہے۔ اکبر الہ آبادی اردو زبان و ادب کا بنیادی ستون ہیں ان کی ادبی زندگی ایک معرکے سے کم نہ تھی تمام عمر طنز و ظرافت کو پروان چڑھایا، ''اکبر الہ آبادی کے لطیفے''۳۷ کے ذریعے نادم نے اکبر کے فکر و فن پر روشنی ڈالتے ہوئے اکبر سے منسوب مختلف لطائف مستند مآخذ کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیے ہیں جن کی تعداد ۹۷ ہے۔ ''حالات زندگی اور انتخاب کلام مصحفی''، ۳۸ مصحفی کے حالاتِ زندگی اور انتخابِ کلام پر مشتمل کتاب ہے۔ ''حالات زندگی اور انتخاب کلام شوق قدوائی''۳۹ میں شوق کے حالاتِ زندگی، فن اور شخصیت کو پیش کرنے کے بعد نادم نے کلام کا انتخاب پیش کیا ہے۔ ''حالات زندگی اور انتخاب کلام ظفر علی خان''۴۰ پاکٹ سائز سیریز کی یہ تیسری کتاب ہے۔ ابتدا میں مولانا ظفر علی خان کی شخصیت، فن اور ارتقا پر نظر ہے آخر میں کلام سے انتخاب کو شامل کیا گیا ہے۔ ''حالات زندگی اور انتخاب کلام میر انیس''۴۱ شخصیات کے تعارف اور انتخاب کلام پر مشتمل نادم کی یہ چوتھی تصنیف ہے:۔

ان تصانیف کے ساتھ ساتھ نادم کے کئی مقالات و مضامین ایسے ہیں جو مختلف شخصیات کے فن اور سیرت و کردار کے پیش کار ہیں۔ ان تحقیقی مقالات و مضامین میں نادم نے بیش تر ان شخصیات کو موضوع بنایا ہے جن کا تعلق کسی نہ کسی طور سیتاپور یا اس کے گرد و نواح سے رہا تھا۔ اس سلسلے میں نادم کا ایک تحقیقی مقالہ، ''اختر الدولہ'':۴۲ ہے اس مقالے میں نادم نے اختر الدولہ سید محمد اشرف نقوی کی شخصیت کی مختلف پرتوں کو کھولنے کے ساتھ ساتھ ان کی مایہ ناز تصنیف ''اختر شہنشاہی'' پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

نادم کے شخصی مضامین میں سے ایک ''جگر بسوانی''۴۳ ہے اس مقالے کے دو پہلو ہیں ایک تو نادم

نے جگر کے فن و شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو موضوع بناتے ہوئے اپنے تاثرات پیش کئے ہیں تو دوسری طرف ''ایک قلمی روزنامچہ'':۴۴؎ نامی مقالے میں نادم نے سیتاپور سے تعلق رکھنے والی ایک اہم ادبی شخصیت قاضی سید الیاس حسین جعفری سیتاپوری کے فن و شخصیت کو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد ان کے تحریر کردہ ایک قلمی روزنامچے ''اپنی کہانی اپنی زبانی'' سے متعلق معلومات فراہم کی ہیں، یہ روزنامچہ انھوں ۱۹۴۲ء میں مکمل کیا تھا لیکن اشاعت پذیر نہ ہوسکا نادم نے اس مقالے کے ذریعے پہلی بار اس روزنامچہ کے مندرجات سے دنیا کو روشناس کرایا ہے۔ نادم کے شخصیات پر لکھے جانے والے تحقیقی مقالوں میں سے ایک ''منشی سجاد حسین کی آپ بیتی'' ۴۵؎ ہے۔ منشی سجاد حسین اور ان کے اخبار اودھ پنچ کو اردو میں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں نادم نے اس مقالے میں حیدرآباد دکن میں سپرنڈنٹ ریزیڈنسی بازار حیدرآباد کی عدالت میں دائر کئے جانے والے ازالۂ حیثیتِ عرفی کے اس مقدمے کے تفصیلات بیان کی ہیں جو نواب فتح جنگ مہدی حسن خان نے ایک شخص ایس ایم مترا کے خلاف دائر کیا تھا اس مقدمہ کے دوران منشی سجاد حسین کو بھی پیش ہونا پڑا اور ان پر جرح کے دوران جو بیان انھوں نے قلم بند کروایا نادم کے نزدیک وہ سجاد حسین کی ذاتی زندگی کا ایک اہم اور پوشیدہ ورق ہے۔ جس میں انھوں نے نجی زندگی کے بیش تر گوشوں کو بیان کیا ہے۔ نادم نے اس مقالے میں منشی سجاد حسین کے بیانات کا عکس بھی شامل کیا ہے۔ سید محمد قیصر بھوپالی کے فن و شخصیت کی عکاسی کرنے والے ''چند نادر خطوط'' ۴۶؎ نامی مقالے میں نادم نے جہاں قیصر کے نام لکھے گئے خطوط کے عکس شامل کیے ہیں وہیں ان کے فن و شخصیت کے متعلق بھی معلومات فراہم کی ہیں۔ یہ خطوط ''انشائے اردو'' (حصہ اول)، عزیزی پریس، آگرہ، نے مئی ۱۹۱۱ء میں شائع کیے تھے۔ نادم نے جن شخصیات کو اپنی تحریروں میں سجایا ہے ان میں ایک نام ریاض خیرآبادی کا بھی ہے۔ ریاض کے کلام پر لکھے گئے اپنے تحقیقی مقالے ''ریاض خیرآبادی کی ایک غیر معروف نظم'' ۴۷؎ میں نادم نے ریاض خیرآبادی کی شخصیت و فن پر تفصیلی اظہار کرنے کے ساتھ ان کی کلیات ریاض رضوان کی ترتیب و تدوین اور اشاعت کی معلومات فراہم کی ہیں۔ شخصیات پر تحریر کئے جانے والے مقالات میں سے ایک اور مقالہ ''افسر اشعرا آغا شاعر دہلوی'': ۴۸؎ ہے۔ اس مقالے میں نادم نے داغ دہلوی کے شاگرد رشید آغا شاعر دہلوی کی شخصیت و فن کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ شاد عظیم آبادی پر تحریر کئے جانے والے مقالے ''ایک دل چسپ دستاویز'' ۴۹؎ میں نادم نے سید محمد شاد عظیم آبادی سے متعلق مفصّل معلومات مہیا کی ہیں۔ نادم نے سید شاد عظیم آبادی سے متعلق شائع ہونے والے ایک اشتہار کا عکس بھی شامل مقالہ ہے جس میں شاد کے خاندان، فن، شخصیت اور علمی کارناموں کے علاوہ سرکاری عہدوں کا ذکر کیا گیا۔ نادم کو یہ اشتہار سید احمد حسن ہاتف سیتاپوری (۱۳۰۰ھ۔۱۳۴۷ھ) کے کتب خانے سے ملا تھا جو شاد کے دوست تھے۔ اس اشتہار

پر ۱۶ر ستمبر ۱۸۹۹ء کی تاریخ ہے اور مقام عظیم آباد درج ہے۔ مضمون کے آخر میں شاد کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کی فہرست دی گئی ہے۔ سیتاپور سے تعلق رکھنے والی ایک اور شخصیت نامی سیتاپوری پر تحریر کردہ مقالے ''نامی سیتاپوری'' ۵۰ میں نادم نے نامی سیتاپوری کے فکر فن اور شخصیت کا تعارف تفصیل سے پیش کیا ہے۔ نامی سیتاپوری ۱۴ر شعبان ۱۲۷۱ھ کو سیتاپور میں پیدا ہوئے مولوی اکرام علی (علامہ سیتاپوری) کے پوتے تھے۔ نامی کا ذکر مختلف تذکروں میں بکھرا ہوا ہے نادم نے مختلف تذکروں کے حوالے سے نامی سیتاپوری کے حالات زندگی، فن، اور اشعار کا انتخاب پیش کرتے ہوئے نامی کی تخلیقات و تصانیف کی فہرست بھی تحریر کی ہے۔ ''مضطر خیر آبادی'' ۵۱ نامی مقالے میں نادم نے ابتدا میں سیتاپور اور خیر آباد کی علمی و ادبی تاریخ بیان کی، نادم نے خیر آباد کو ''مدینتہ الاولیا'' اور منطق اور فلسفے کا بڑا مرکز قرار دیا ہے۔ مضطر خیر آبادی اسی زرخیز علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ نادم نے مختلف حوالہ جات اور مآخذ کے ذریعے مضطر کے مقام و مرتبہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ علی نیازی ایڈیٹر ''کیف'' کے اکتوبر ۱۹۲۷ء کے شمارے میں شائع ہونے والے مضمون کا عکس بھی شامل کیا ہے جس میں مضطر کی شخصیت و فن کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ ''عیش لکھنوی'' ۵۲ شیخ فدا علی عیش لکھنوی کی شخصیت و فن پر تحریر کیے گئے اس مقالے کو نادم کے ان مقالات میں شامل کیا جاسکتا ہے جن کے ذریعے انھوں نے مختلف شخصیات کو دوبارہ زندہ کیا۔ عیش، میر کلو عرش کے شاگرد رشید تھے نظم و نثر دونوں میں نمایاں تخلیقی کارنامے سرانجام دیئے۔ اس مقالے میں نادم نے عیش کے فکر و فن اور سیرت و کردار پر تحقیقی نظر ڈالی ہے۔ نادم نے مختلف تذکروں میں عیش کے ذکر کے عکس کو اس مقالے میں یک جا کر دیا ہے۔ نادم نے انھیں خزاں رسیدہ لکھنؤ کی آخری بہار قرار دیا ہے۔ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصنیفات کی تفصیل شامل مقالے کرتے ہوئے نادم نے عیش کے فنی قد کا بھی تجزیہ کیا ہے۔ ''مرمت خان مرمت''، (عہد میر کا ایک گم نام شاعر) ۵۳ نامی مقالے میں نادم نے مرمت کے غیر مطبوعہ کلام اور فن و شخصیت کو موضوع بنایا ہے۔ مرمت خان مرمت عہد میر کے باکمال شاعر تھے جن کو اردو، ہندی اور فارسی میں شعر گوئی پر ملکہ حاصل تھا۔ صاحب دیوان تھے لیکن تذکرے ان کے ذکر سے خالی ہیں۔ نادم کو ان کا دیوان قلمی نسخہ کی صورت میں ۱۹۵۷ء میں بھوپال سے دستیاب ہوا تو انھوں نے مرمت سے متعلق چھان بین شروع کی۔ اس مضمون میں نادم نے مرمت کے فن و شخصیت کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ مضمون کے آخر میں مرمت کے قلمی دیوان پر نظر ڈالتے ہوئے کچھ انتخاب بھی شاملِ مضمون کیا ہے۔ ''مدار الدولہ نواب علی نقی خاں'' ۵۴ نادم نے اپنے مقالے ''مدار الدولہ نواب علی نقی خان'' میں نواب علی نقی خان کے کردار، شخصیت اور لکھنؤ کی سیاسی و سماجی تاریخ میں مقام و مرتبہ کا جائزہ لیا ہے۔ نادم نے اس مضمون کے ذریعے جہاں تاریخی حقائق سے پردہ اٹھایا ہے وہیں مسلم ہند کے زوال

کے اسباب کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ نادم کا خیال ہے کہ نواب علی نقی خان کے خلاف غداری اور انگریز دوستی کی داستانیں غیر حقیقی ہیں۔ اس مقالے کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ نادم نے یہاں نواب علی نقی خان کے عروج و زوال کی داستان کے ساتھ ساتھ ان کے خاندانی پس منظر، سیاسی کردار اور فنی مقام و مرتبہ کا بھی جائزہ لیا ہے۔ غریق سیتاپوری ۵۵ اس مضمون میں نادم نے ''غریق سیتاپوری'' کے فن و شخصیت کا تجزیہ کرتے ہوئے سیتاپور کی ادبی تاریخ کا بھی مختصر تذکرہ کیا ہے۔ غریق قدیم طرز فکر کے نمائندہ شاعر تھے اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر گوئی کی صلاحیت رکھتے تھے۔ غیر مطبوعہ نعتیہ دیوان اور منتشر اور متفرق کلام کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ جس کو ترتیب دیا جائے تو دیوان تشکیل پا سکتا ہے۔ غریق کا سال وفات ۱۳۵۸ھ ہے۔ ''زمہری خیرآبادی'' ۵۶ وہ مقالہ ہے جس میں نادم نے زمہری کے فکر و فن کا محققانہ جائزہ لیا ہے۔ اس صدی کی وہ علمی و ادبی شخصیات جن کا نام بھی آج کوئی نہیں جانتا متولی مولانا محمد جعفر زمہری خیرآبادی (وفات ۱۹ر فروری ۱۹۳۰) انھیں میں سے ایک ہیں۔ زمہری خیرآبادی، سیتاپور سے تعلق رکھتے تھے۔ نادم نے اس تحقیقی مضمون میں زمہری سے متعلق مختلف حوالوں کی مدد سے مفصل معلومات فراہم کی ہیں۔ زمہری کے خاندان، ذات و شخصیت ذمہ داریوں اور ادبی خدمات پر جامع تبصرہ کیا ہے۔ ''تذکرۂ شعرا لکھنو اور خواجہ عشرت لکھنوی'' ۵۷ وہ مقالہ ہے جس میں نادم نے ماہ نامہ معیار لکھنو، خواجہ عشرت لکھنوی کی شخصیت و فن کا جائزہ لینے کے بعد ان کے ترتیب دیے ہوئے تذکرہ ''آبِ بقا'' اور ان کے ایک مضمون ''جلیس ماضی'' جو ماہ نامہ مرقع لکھنو اپریل ۱۹۲۶ء میں اشاعت پذیر ہوا کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ مضمون کے آخر میں جلیس ماضی کا عکس بھی شامل مقالہ ہے۔ نادم نے عشرت کو ''لکھنویات کے اچھے روایت نگار'' کا نام دیا ہے۔ ''ریاض خیرآبادی کی پہلی سوانح حیات'' ۵۸ یہ مقالہ بنیادی طور پر قاضی سید الیاس حسین جعفری کے فن و شخصیت پر تحریر کیا گیا ہے۔ قاضی سید الیاس نے ریاض خیرآبادی کی پہلی سوانح حیات بھی تحریر کی تھی جسے نادم نے ریاض خیرآبادی پر تحریر کی جانے والی پہلی سوانح حیات قرار دیا ہے۔ ساتھ ہی نادم نے ریاض کے فکر و فن اور سوانح پر لکھی جانے والی کتب پر بھی نظر ڈالی ہے۔ قاضی سید الیاس کی تحریر کردہ سوانح ''مختصر سوانح حیات لسان الملک، خیام العصر سید ریاض احمد صاحب ریاض خیرآبادی'' کا مخطوطہ نادم کو سیتاپور سے حاصل ہوا تھا انیس صفحات پر مشتمل یہ تحریر جولائی ۱۹۳۴ء میں اشاعت پذیر ہوئی تھی۔ اس مخطوطہ کا عکس شامل مقالہ ہے۔ ''مرزا دبیر سیتاپور میں'' ۵۹ نامی تحقیقی مقالے کے ابتدائی حصے میں سیتاپور میں میر انیس اور مرزا دبیر اسکول کے وجود میں آنے کا تذکرہ کرتے ہوئے نادم نے واجد علی شاہ کے اقتدار کے خاتمے اور ۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال کا ذکر کیا ہے۔ جب کہ دوسرے حصے میں جنگ کے بعد مرزا دبیر کے سیتاپور پہنچنے اور حاجی سلامت علی کے گھر رہنے کا ذکر کرنے کے

بعد نادم نے ثابت لکھنوی کی کتاب ''حیات دبیر'' مطبع سیوک اسٹیم پریس، لاہور، ۱۹۱۳ء صفحات ۱۰۰ اور ۱۰۱ کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ دبیر سیتاپور میں کئی ماہ رہے۔ آخر میں ''حیاتِ دبیر'' سے عکس بھی شامل ہے۔

نادم سیتاپوری کی تحقیق کا ایک اہم موضوع اور باب اردو صحافت سے متعلق تحقیق ہے۔ نادم نے اردو صحافت کے ابتدائی اوراق کا کھوج لگانے کی کوشش کی ہے اور اپنے مختلف مقالات اور کتب میں اردو صحافت کے ابتدائی نقوش پیش کیے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی کتاب ''انتخابِ فتنہ'' ۶۰ ریاض خیرآبادی پر انتہائی اہمیت کی حامل کتاب ہے۔ ریاض ایک شخصیت نہیں بلکہ ایک عہد تھے قادر الکلام شاعر۔ صحافی، ناول نگار، مترجم۔ ریاض الاخبار، گلکدہ، فتنہ، اور عطر فتنہ، ریاض ہی کی شوخ نگاریوں کے مختلف نام ہیں۔ نادم نے اس کتاب میں نہ صرف اردو صحافت کے ابتدائی ارتقا کو اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے بلکہ اردو مزاحیہ صحافت کی بھی مختصر تاریخ بیان کرنے کے ساتھ ریاض خیرآبادی کی صحافتی زندگی، ذات اور خدمات کے ساتھ ان کے مزاحیہ ہفت روزہ ''فتنہ'' اور ''عطر فتنہ'' سے انتخاب بھی پیش کیا ہے۔

جہاں تک مقالات کا تعلق ہے نادم کے تحریر کردہ مقالہ ''ہندوستانی صحافت کی پہلی تاریخ'' ۶۱ میں اختر الدولہ (مصنف اختر شہنشاہی ۱۸۸۸) کے خاندان، شخصیت اور فن پر تفصیلی نظر ڈالی گئی ہے اردو صحافت کے ابتدائی نقوش بھی پیش کیے گئے ہیں نیز اردو صحافت پر کی جانے والی تحقیق کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔ نادم نے اردو صحافت پر تحریر کی جانے والی دیگر کتب کا بھی تذکرہ کیا ہے خاص طور پر گارساں کی تصنیفات اور اختر الدولہ کی تصنیف کا تقابل بھی کیا ہے۔ یہاں نادم نے گارساں اور اختر کے بعض مقالات و اسناد پر بھی بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ درحقیقت اختر کی اسناد و مآخذ زیادہ صحیح ہیں کیوں کہ وہ مقامی اسناد کی خود چھان پھٹک کر سکتے تھے۔ انیسویں صدی میں لکھنو میں اردو صحافت کے ارتقا پر بحث کرتے ہوئے نادم نے اپنے مضمون ''انیسویں صدی میں لکھنو کی صحافت'' ۶۲ میں انیسویں صدی میں لکھنو کی اردو صحافت کی ابتدا اور ارتقا پر نظر ڈالی ہے۔ اس تحقیقی مضمون میں نادم نے لکھنؤ میں پہلے اردو اخبار کی اشاعت کے زمانۂ تعیّن کی کوشش کی ہے۔ محمد عتیق رودولوی کی تحقیق سے اتفاق کیا ہے کہ لکھنؤ سے شائع ہونے والا پہلا باقاعدہ اخبار ''لکھنؤ اخبار'' ہے جس کا اجرا لال جی نے ۱۸۴۷ء کے اوائل میں کیا۔ انھوں نے لکھنؤ کی ابتدائی صحافت کے حوالے سے ایک اہم پہلو کو بھی اُجاگر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ لکھنؤ کی ابتدائی اردو صحافت ہندوؤں اور انگریزوں کے ہاتھوں پروان چڑھی۔ لکھنؤ کی صحافت کے مزید نقوش پیش کرتے ہوئے نادم نے اپنے مضمون ''اخبار الاخیار'' ۶۳ میں ''اخبار الاخیار'' کے نام سے شائع ہونے والے تین اخبارات سے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔ نادم کے مطابق پہلا اخبار ۲۴ رمئی کو پٹنہ سے (سائنٹفک سوسائٹی بہار)، دوسرا اخبار یکم نومبر ۱۸۷۲ء کو لکھنؤ سے (مدرسہ

ایمانیہ لکھنؤ) جب کہ تیسرا اخبار یکم اپریل ۱۸۸۷ء کو دہلی سے شائع ہونا شروع ہوا۔ پنجاب خصوصاً سیالکوٹ میں اردو صحافت کا تذکرہ کرتے ہوئے نادم نے اپنے مضمون ''مرقع اردو اخبارات ورسائل''۶۴ میں ہفت روزہ درنجف سیالکوٹ شمارہ ۳۳ جلد ۷ مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۶ پر مولانا ارشاد احمد صدیقی کی مرتب کردہ کتاب ''مرقع اردو اخبارات ورسائل'' کے اشتہار کا عکس شامل مقالہ کیا ہے۔ نادم نے اس مقالے میں پنجاب میں اردو صحافت کے ابتدائی نقوش کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جب کہ چیدہ چیدہ اخبارات ورسائل کے تذکرے بھی شامل مقالہ ہیں۔ ''معیار، لکھنؤ کا ایک شعری وادبی ماہ نامہ''۶۵ نامی مقالے میں نادم نے لکھنؤ کی ادبی وثقافتی زندگی کے نقوش بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اردو میں شعری گلدستوں کے اشاعتی مآخذ کی تفصیلات مہیا کی ہیں۔ خاص طور پر لکھنؤ سے شائع ہونے والے شعری گلدستوں کا ذکر کیا ہے۔ نادم نے یہاں معیار پارٹی کی تشکیل اور ماہ نامہ معیار کے اجرا کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ مقالے میں جہاں ''معیار'' کے فنی ارتقا واشاعت کو موضوع بنایا ہے وہیں اس دور کے لکھنؤ کی فنی اور ادبی زندگی کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ برصغیر کی تاریخ میں لاہور کو اردو صحافت کے اہم مرکز کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ نادم نے اسی حوالے سے اپنے مضمون ''لاہور اردو صحافت کا قدیم گہوارہ''۶۶ میں اپنی لاہور آمد اور اس دور کے لاہور کے صحافتی خدوخال کو پیش کیا ہے۔ نادم نے ۱۹۳۰ کی دہائی کے چیدہ چیدہ اخبارات ورسائل اور صحافیوں کا ذکر کیا ہے خاص طور پر منشی ہرسکھ رائے پوری (ایڈیٹر کوہ طور اور کوہ نور) کا ذکر کرتے ہوئے منشی صاحب کو پنجاب کی صحافت کا مرد اول قرار دیا ہے۔ ساتھ ہی زمیندار اور انقلاب کے حوالے سے ظفر علی خان اور مولانا غلام رسول مہر اور عبدالمجید سالک کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ انھوں نے اپنے استاد سید ممتاز حسین خورجوی (ایڈیٹر روز نامہ اثنا عشری) کا ذکر کیا ہے جنھوں نے نادم کو باقاعدہ صحافیوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ کشمیر میں اردو صحافت کے ارتقاء اور اس دور کے حالات کو بیان کرتے ہوئے نادم نے اپنے مضمون ''مراۃ الہند لکھنؤ کا ایک قدیم ماہ نامہ''۶۷ میں کشمیر سے شائع ہونے والے اس ماہ نامہ پر مفصل اور جامع معلومات کو یک جا کر دیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۵ر اکتوبر ۱۸۷۵ء کو جاری ہوا تھا۔ اس کے مہتمم پنڈت کشن نرائن تھے اور یہ مطبع بہار کشمیر میں چھپتا تھا۔ نادم نے اردو کے ارتقا میں کشمیری پنڈتوں کے کردار کا تذکرہ کرتے ہوئے اس رسالے سے متعلق تفصیلات بیان کی ہیں۔ پنجاب میں اردو صحافت پر اپنے ایک اور مقالے ''پنجاب کا پہلا اردو اخبار اور خان بہادر خان شیر کا مقدمۂ بغاوت ۱۸۶۰ء''۶۸ میں نادم نے پنجاب کی اردو صحافت کے ابتدائی نقوش پیش کیے ہیں۔ نادم نے یہاں پنجاب کے پہلے اردو اخبار کے تعین کی کوشش کی ہے۔ ریاض خیر آبادی اردو صحافت خصوصاً مزاحیہ صحافت کی تاریخ کا ایک اہم نام ہیں نادم نے اپنے مضمون ''ریاض خیر آبادی کی صحافتی زندگی''۶۹ میں ریاض خیر آبادی کی صحافتی زندگی،

شخصیت اور خدمات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ریاض سے متعلقہ اخبارات، روزنامہ تار برقی ۱۸۷۲ (خیر آباد) ہفت روزہ ریاض الاخبار ۱۸۷۴ء (خیر آباد، گورکھپور، لکھنؤ)، گلکدۂ ریاض ۱۸۷۵ء (خیر آباد، گورکھپور)، فتنہ ۱۸۸۲ء (گورکھپور)، عطر فتنہ ۱۸۸۵ء (گورکھپور) اور صلح کل ۱۸۹۵ء (گورکھپور) کی طباعت، اشاعت اور ریاض سے تعلق کی تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں بیش تر تفصیلات وہی ہیں جو نادم کی کتاب ''انتخابِ فتنہ'' کے ابتدائی صفحات میں بیان کی گئی ہیں۔ اردو کی مزاحیہ صحافت کی تاریخ ''اودھ پنچ'' کے بغیر ادھوری ہے، نادم نے اپنے مقالے ''اودھ پنچ'' ۷۰ میں اردو مزاحیہ صحافت کے ایک نقش اول ''اودھ پنچ'' پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ابتدا میں نادم نے ابتدائی اردو مزاحیہ اخبارات کی فہرست پیش کی ہے جس کے بعد ان حالات کا ذکر کیا ہے جن کے پس منظر میں اودھ پنچ جاری ہوا تھا۔ نادم کے خیال میں اودھ پنچ انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد پیدا ہونے والے ردعمل کا اظہار تھا جو بہت جلد پورے ہندوستان کی آواز بن گیا۔ اودھ پنچ کے مختلف ادوار کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد نادم نے اودھ پنچ کے روح رواں منشی سجاد حسین اور حکیم ممتاز حسین عثمانی کے فن اور شخصیت پر بھی گہری نظر ڈالی ہے۔

نادم سیتا پوری کی تحقیقی خدمات کا ایک رخ ان کے مقالات، مضامین اور کتب میں سیتا پور اور سیتا پور سے تعلق رکھنے والی ادبی وفنی شخصیات کا ذکر ہے۔ نادم، سیتا پور کی وہ شخصیت ہیں جنھوں نے سیتا پور کی ادبی تاریخ کے گم شدہ اوراق کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ سیتا پور سے تعلق رکھنے والی شخصیات جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا تھا۔ نادم نے انھیں فنی کارناموں کے ساتھ زندگی دی۔ سیتا پور سے متعلق نادم کی سب سے اہم کتاب ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی'' ۷۱ ہے۔ جس میں انھوں نے سیتا پور سے تعلق رکھنے والی شخصیت اکرام علی کے کارناموں کو ہی نہیں بیان کیا بلکہ سیتا پور کی ادبی تاریخ کی مختصر روداد بھی اس کتاب میں شامل کر دی ہے۔ نادم کی دوسری تحقیقی کتاب ''انتخاب فتنہ'' ۷۲ میں بھی سیتا پور کی ادبی تاریخ خصوصاً صحافت کے حوالے سے اہم معلومات کو اکٹھا کیا گیا ہے خاص طور پر سیتا پور کی صحافت کی ابتدا اور ارتقا کے حوالے سے معلومات تحقیقی اسناد و ماخذ کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ نادم نے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ سیتا پور میں صحافت کی ابتدا کس طرح ہوئی، اسی حوالے سے نادم نے ''غالب الاخبار'' کو سیتا پور کا پہلا اردو اخبار قرار دیا ہے۔ نادم کے بقول سیتا پور کی صحافتی تاریخ ''غالب الاخبار'' سے شروع ہوتی ہے جس کا پہلا شمارہ یکم مارچ ۱۸۶۹ء کو شائع ہوا تھا جب کہ اخبار جاری کرنے کے محرک مرزا حاتم علی مہر تھے جن کا انتقال ۱۸۷۹ء میں ہوا۔ نادم نے سیتا پور سے جاری ہونے والے اخبارات کی فہرست بھی پیش کی ہے۔

سیتا پور کے کتب خانوں کے حوالے سے بھی نادم کے مقالات اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے

اپنے تحقیقی مقالے ''سیتاپور کا کتب خانہ'' ۳ے میں سیتاپور میں پائے جانے والے کتب خانوں سے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کرتے ہوئے مختلف کتب خانوں میں پائی جانے والی کتب کی فہرست بھی مختلف حوالہ جات کے ذریعے فراہم کی ہے۔ نادم نے سیتاپور کے ساتھ ساتھ خیرآباد، لاہرپور، صدرپور اور بسوان میں پائے جانے والے نجی کتب خانوں کی تفصیلات بھی مہیا کی ہیں جب کہ ان میں موجود علمی خزانے کی تفصیل اسناد کے ساتھ درج کی ہیں۔ ''مومن کے پسماندگان'' ۴ے نادم کا وہ مقالہ ہے جس میں انھوں نے سیتاپور میں آباد ہونے والے مشہور خاندانوں کی تفصیلات مہیا کی ہیں۔ اس مقالے کی ابتدا میں نادم نے غالب کے حقیقی بھانجے مرزا عباس بیگ اور ان کے خاندان کے سیتاپور پہنچنے اور قیام سے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔ اس کے بعد سرسید کے صاحبزادے سید محمود اور بھتیجے سید محمد احمد خان کے سیتاپور پہنچنے اور سکونت اختیار کرنے سے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔ مضمون کے تیسرے حصے میں مومن خان مومن کی صاحب زادی اور داماد مولوی عبدالغنی کے سیتاپور پہنچنے اور ان سے متعلق ادبی و شعری تذکرہ شامل کیا گیا ہے ساتھ ہی خاندان کی تفصیل اور دیگر معلومات بھی شامل مضمون ہیں۔ ''مرزا دبیر سیتاپور میں'' ۵ے بھی نادم کا وہ مقالہ ہے جس میں نادم نے سیتاپور کی ادبی زندگی کے اہم کرداروں اور ادبی ماحول کی منظر کشی کرنے کے ساتھ دبیر کی شخصیت و فن کو موضوع بنایا ہے۔

چالیس کے عشرے تک پہنچتے پہنچتے نادم کا نام صحافت اور تحقیقی مقالات کے حوالے سے معروف ہو چکا تھا۔ لیکن ابھی تک وہ افسانہ نگار یا ناول نگار کے طور پر نہیں جانے جاتے تھے۔ مارچ ۱۹۴۶ء میں نادم سیتاپوری کے افسانوں کا مجموعہ ''منجدہار'' ۶ے کے نام سے شائع ہوا۔ اس افسانوی مجموعے نے نادم سیتاپوری کو ایک بااعتبار افسانہ نگار کی حیثیت عطا کر دی۔ ان کا یہ افسانوی مجموعہ بیس افسانوں پر مشتمل ہے۔ جس میں منجدہار کے نام سے بھی افسانہ شامل ہے۔ افسانوی ادب میں ''منجدہار'' نے ان کی ادبی اور تخلیقی صلاحیتوں تک رسائی کا ایک نیا رُخ فراہم کیا۔ فنی نقطۂ نگاہ سے نادم سیتاپوری کے اس افسانوی مجموعے کو مکمل کہا جا سکتا ہے۔ نادم کے افسانے ایک جانب تو ترقی پسند تحریک سے متاثر نظر آتے ہیں تو دوسری جانب حقیقت نگاری کا واضح اظہار ہیں۔ نادم نے ان افسانوں میں بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں سے وجود میں آنے والی تبدیلیوں کا عکس پیش کیا ہے جو چالیس کی دہائی تک آتے آتے اپنے عروج پر پہنچ چکی تھیں۔ نادم نے سماج کے مختلف طبقات، کرداروں اور اداروں کو موضوع بنایا ہے۔ ان کے افسانوں میں سچائی بھی ہے، شگفتگی بھی۔ جب کہ معاشی و سیاسی عناصر بھی اپنی جگہ موجود ہیں۔ ''منجدہار'' میں شامل افسانوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱)	آنچ	۱۱)	جہاں بات بنائے نہ بنے

۲) یہ بھابیاں
۳) بھلے لوگ
۴) ٹہوکے
۵) ایکا دیشی
۶) جب جوانی آرہی تھی
۷) کہاں سے کہاں
۸) ایک مکان کی خاطر
۹) ٹکاہیاں
۱۰) ماموں ذات
۱۲) نوکر نہیں ملتے
۱۳) یہ ریڈیو والے
۱۴) تھارو دیس
۱۵) اللہ کی دین
۱۶) لڑائی کے بعد
۱۷) ہچکولے
۱۸) دیگر احوال یہ ہے
۱۹) بھوک ہڑتال
۲۰) منجدہار

''منجدہار'' میں شامل افسانے گونا گوں خوبیوں اور خصوصیات سے مزین ہیں۔نادم سیتاپوری کے یہ تمام افسانے فنی اعتبار سے جامع ہیں جب کہ متنوع موضوعات کی موجودگی نے اس مجموعہ کو اور بھی اہمیت عطا کردی ہے۔موضوعات کے اعتبار سے نادم سیتاپوری کے یہ افسانے زندگی اور سماج کی حقیقی تصویر کشی کرتے ہیں۔

نادم سیتاپوری کی دوسری افسانوی کاوش ''ان سنی'' ۷ ہے۔کہانی دس ابواب پر مشتمل ہے جو مختلف خطوط کے ذریعے اپنے پلاٹ پر کھڑی کی گئی ہے۔یہ خطوط مصنف کی طرف سے ایک طوائف کو لکھے گئے ہیں انھی خطوط کے مکالمات سے پوری کہانی کا تانا بانا بنا گیا ہے اور پلاٹ کی تشکیل کی گئی ہے۔بیش تر خطوط میں نظریات وفلاسفی پر بحث کی گئی ہے۔طوائف کہانی کا مرکزی کردار ہے۔فنی اعتبار سے کہانی میں جھول ہے پلاٹ کمزور ہے جب کہ موضوعی اعتبار سے یہ افسانہ معاشرے کی تلخ سچائیوں کے گرد تخلیق کیا گیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ان سنی کے ذریعے نادم کے نظریات کو باآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔نادم نے اسے ایک رومان کا نام دیا ہے۔

نادم سیتاپوری کی فنی صلاحیتیوں کا دائرہ مختلف جہتوں کے ساتھ فن ناول نگاری میں بھی اپنی دو تخلیقات کے ذریعے منظر عام پر آیا۔نادم سیتاپوری کی یہ تخلیقات ''محلسرا'' اور ''شہانہ'' کے عنوان سے شائع ہوئیں۔اگرچہ تخلیقی اور فنی اعتبار سے ان دونوں ناولوں کو کوئی خاص پذیرائی حاصل نہ ہوسکی لیکن یہ ناول نادم کی فنی زندگی کا ایک اہم باب ہیں۔''محل سرا'' ۸ نادم سیتاپوری کی پرت در پرت شخصیت کا ایک اور اظہار ہے۔ انھوں نے اس ناول میں نصیرالدین حیدر (۱۸۲۷۔۱۸۳۷) کے زمانے میں پیش آنے والے واقعات کو بنیاد بنا کر لکھنؤ کی زوال پذیر معاشرت اور معاشرہ کی عکاسی کی ہے۔جب کہ مہ پارہ کے کردار کے ذریعے ''اچھوتی'' بنائے جانے کی رسم اور اس سے متعلق تفصیلات کو بھی پیش کیا ہے۔دوسری طرف ناول میں

انسانوں کی نفسیاتی جہتوں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ درحقیقت یہ ناول محل سراؤں اور غلام گردشوں میں جنم لینے والی سازشوں کی ایک جھلک ہے۔ جب کہ انسانی کردار کی خوبیوں اور خامیوں کو پیش کرنے کی بھی ایک کاوش ہے۔ نادم نے اودھ کی سیاست کی تصویر بھی ہمارے سامنے رکھی ہے جس میں بادشاہ قیدی نظر آتا ہے اور درباری وعمائدینِ سلطنت انگریزوں کے ہرکارے بنے ہوئے ہیں۔ سلطنت انگریز ریذیڈنٹ بہادر کے حکم سے چل رہی ہے جب کہ عمائدین سلطنت اور طبقۂ اعلیٰ بٹیروں کی پالیوں اور غلام گردشوں میں جنم لینے والی کہانیوں کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ اسی پس منظر میں نادم نے محل سرا کی کہانی کو تخلیق کیا ہے۔ نادم نے مہ پارہ کے کردار کے ذریعے جنسی رویوں کی بڑی خوبصورت عکاسی کی ہے۔ مہ پارہ کا کردار ثابت کرتا ہے کہ اگر جنسی خواہشات مناسب طریقے سے پوری نہ ہو پائیں تو انسان گناہ کا راستہ اختیار کرنے سے بھی نہیں چوکتا۔ وہ ہر طرح اپنی خواہشات پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب کہ دوسرا ناول شہانہ ۹ ے کا صرف سرورق نادم کے ذاتی ذخیرے سے دریافت ہوسکا مکمل ناول اب دستیاب نہیں۔

نادم سیتاپوری اپنی ذات میں انجمن تھے۔ ان کی زندگی تخلیق و تحقیق میں بسر ہوئی۔ فن وادب کی سرکردہ شخصیات سے واسطہ رہا ان شخصیات سے جہاں ان کا ذاتی تعلق رہا وہیں علمی اور فنی حوالوں سے بھی وہ ان کے بہت قریب رہے یوں یہ قربت بعد میں نادم کی تحریروں میں محفوظ ہوگئی۔ نادم کی تخلیقات اور ہمہ رنگ تحریروں میں مختلف شخصیات کے خاکے ابھر کر سامنے آئے۔ اگرچہ ان کے تحریر کردہ خاکوں کا کوئی مجموعہ تو شائع نہ ہوا لیکن مختلف رسائل میں ان کے تحریر کردہ خاکے ضرور شائع ہوئے۔ خاص طور پر ''یادش بخیر'' کے عنوان سے ''طلوع افکار''، کراچی، میں ۱۹۷۱ء کے دوران شائع ہونے والے خاکے اس سلسلے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ نادم کے تحریر کردہ خاکوں میں جہاں تحقیق کا عنصر نظر آتا ہے وہیں کہانی پن، ڈرامائیت اور مکالموں کا وجود بھی اپنی بہار دکھاتا ہے۔ وہ زیرِ موضوع شخصیت کے فن وذات کو ہی بیان کرنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اس بات کی بھی کوشش کرتے ہیں کہ اس شخصیت سے متعلق زمانہ کے رجحانات وفن پر بھی معلومات قارئین کو فراہم کردی جائیں۔ نادم نے خصوصی طور پر سیتاپور سے تعلق رکھنے والی شخصیات کو اپنی تحریروں میں جگہ دی انھوں نے جہاں سیتاپور کی علمی وادبی تاریخ کو اپنے قلم کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کیا وہیں سیتاپور کی ان شخصیات کو بھی زندہ کردیا۔ زمانے کی تیز رفتار سواری نے جن کو ماضی کا حصہ بنا دیا تھا۔ اس کی نمایاں مثال ان کی تصنیف ''فورٹ ولیم کالج اور مولوی اکرام علی'' ہے۔ جس میں انھوں نے نہ صرف مولوی اکرام علی کے ادبی کارناموں کو بیان کیا بلکہ ان کی شخصیت کی مختلف پرتیں بھی ہمارے سامنے پیش کردی ہیں۔ انھوں نے جہاں ان علمی وادبی شخصیات کے فکر وفن اور کارناموں پر تحقیق کی وہیں ان کی ذات وشخصیت کے مختلف پہلوؤں کو

بھی بڑی خوب صورتی سے پیش کیا ہے۔اس کی کئی مثالیں ان کی تحریروں میں دیکھی جاسکتی ہیں مثلاً اخترِ الدولہ پر تحقیقی مضامین لکھتے ہوئے انھوں نے اختر کی ذاتی زندگی کے نقوش بھی پیش کیے ہیں۔اس طرح نادم کی تحریروں سے تحقیق کے عنصر کو نکال دیا جائے تو خاکہ نگاری و شخصیت نگاری کی عمدہ مثالیں تلاش کی جاسکتی ہیں۔مجموعی طور پر ان کے خاکے زندگی سے قریب اور شخصیات کے لئے مثبت انداز کے ساتھ وجود میں آتے ہیں۔ان کے تحریر کردہ خاکوں کی فہرست درج ذیل ہے:

۱)	سر سید اعظم مغل دربار میں	صبح امید، بمبئی		۱۹۴۶ء
۲)	اختر الدولہ	فروغِ اردو، لکھنؤ	اکتوبر	۱۹۵۶ء
۳)	جگر بسوانی	ہماری زبان، علی گڑھ		۱۹۵۹ء
۴)	برادرم محترم	فروغ اردو، لکھنؤ		۱۹۶۱ء
۵)	کچھ آسودگانِ خواب کے بارے میں	نگار، لکھنو	نومبر	۱۹۶۱ء
۶)	میرزا تقی ہوس اور خواجہ عشرت لکھنوی	ہماری زبان، علی گڑھ	جولائی	۱۹۶۲ء
۷)	افسر الشعرا آغا شاعر دہلوی	الشجاع	مارچ	۱۹۶۳ء
۸)	مرحوم	نقوش، لاہور	ستمبر	۱۹۶۳ء
۹)	نامی سیتا پوری	نیا دور، لکھنؤ	اکتوبر	۱۹۶۳ء
۱۰)	مردان علی خان رعنا	ہماری زبان، علی گڑھ	اکتوبر	۱۹۶۳ء
۱۱)	مضطر خیر آبادی	مجلس، لاہور	ستمبر	۱۹۶۴ء
۱۲)	عیش لکھنوی	نیا دور،	اکتوبر	۱۹۶۴ء
۱۳)	مرمت خان مرمت عہد میر کا ایک گمنام شاعر	نقوش، لاہور	نومبر	۱۹۶۴ء
۱۴)	ہاشمی صاحب (ہاشمی نمبر)	سب رس، کراچی	جنوری	۱۹۶۵ء
۱۵)	مدار الدولہ نواب علی نقی خاں	نقوش، لاہور	جنوری	۱۹۶۶ء
۱۶)	غریق سیتا پوری	ماہ نامہ مجلس، لاہور	اکتوبر	۱۹۶۷ء
۱۷)	زمہری خیر آبادی	صحیفہ، لاہور	اکتوبر	۱۹۶۸ء
۱۸)	علی عباس حسینی چند یادیں	افکار، کراچی		۱۹۶۹ء
۱۹)	تذکرۂ شعرائے لکھنو اور خواجہ عشرت لکھنوی	قومی زبان، کراچی	جنوری	۱۹۷۰ء
۲۰)	یادش بخیر علامہ شاداں بلگرامی	طلوعِ افکار، کراچی	جنوری	۱۹۷۱ء

(۲۱)	یادش بخیر اثرؔ لکھنوی	طلوعِ افکار، کراچی	فروری ۱۹۷۱ء
(۲۲)	یادش بخیر محشرؔ لکھنوی	طلوعِ افکار، کراچی	مارچ ۱۹۷۱ء
(۲۳)	یادش بخیر اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں	طلوعِ افکار، کراچی	مئی ۱۹۷۱ء
(۲۴)	یادش بخیر سید نصیر الدین ہاشمی	طلوعِ افکار، کراچی	جون ۱۹۷۱ء
(۲۵)	یادش بخیر ریاض خیر آبادی	طلوعِ افکار، کراچی	جولائی ۱۹۷۱ء
(۲۶)	یادش بخیر لکھنو کے چند ارباب کمال	طلوعِ افکار، کراچی	اگست ۱۹۷۱ء
(۲۷)	مولانا مہر سے پہلی اور آخری ملاقات	العلم، کراچی	مارچ ۱۹۷۲ء
(۲۸)	راجہ صاحب محمود آباد	روز نامہ مساوات	۶ر نومبر ۱۹۷۴ء
(۲۹)	عبدالعزیز خالد	تحریریں، لاہور	اپریل ۱۹۷۵ء
(۳۰)	اگلے وقتوں کے لوگ	عوامی عدالت	۵ر ستمبر ۱۹۷۵ء

نادم کے تحریر کردہ خاکوں میں جہاں شخصیات کے فن پر تنقیدی تبصرے ہمارے سامنے فن و ادب کے میعار کو پرکھنے کا ذریعہ بنے ہیں، وہیں نادم کی تنقیدی صلاحیتوں کو جانچنے کا پیمانہ بھی بن گئے ہیں۔ مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ان کے تحریر کردہ خاکوں میں ہمیں جہاں خاکہ نگاری کی گوناگوں خصوصیات ملتی ہیں وہیں یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ اگر وہ باقاعدہ خاکہ نگاری کو اپناتے تو شاید ان کے خاکوں کا رنگ کچھ مختلف ہوتا۔ بہرحال نادم کے خاکے اردو ادب سے محبت رکھنے والوں کے لیے آج بھی اپنے اندر جاذبیت اور اہمیت رکھتے ہیں۔

زیرِ نظر مقالہ میں کوشش کی گئی ہے کہ نادم سیتاپوری کے فنی سفر اور ان کے ادبی کارناموں کو پیش کر دیا جائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نادم کا کام اتنا وسیع اور متنوع ہے کہ چند صفحات میں پیش کرنا ممکن نہیں۔ آخر میں نادم کی تحریر کردہ تمام کتب و مقالات کی فہرست شامل مقالہ کی جارہی ہے جس سے ایک طرف ان کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا جاسکتا ہے تو دوسری جانب محققین کے لئے نادم پر تحقیق کی نئی راہوں کا تعین آسان ہوسکے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ نادم سیتاپوری کو اس دنیا میں وہ مقام حاصل نہ ہوسکا جس کے وہ مستحق تھے۔ ان کی زندگی علم و ادب کی خدمت میں بسر ہوئی ایک سچے آرٹسٹ کی طرح جو صرف اپنے فن پر اپنی زندگی بتا دیتا ہے۔ انھوں نے جو علمی و ادبی سرمایہ چھوڑا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ ان کے علمی کارناموں کا نہ صرف جائزہ لیا جائے بلکہ ان کو وہ مقام بھی دیا جائے جس کے وہ مستحق تھے۔ نادم سیتاپوری ۱۸ر مارچ ۱۹۸۳ء بروز جمعہ اس دارفانی سے رخصت ہوئے۔ نادم کے انتقال پر یامین نقوی نے مصرعہ تاریخ لکھا۔

وہ ادیب شہیر اور حساس
وصف تھے مرنے والے میں کچھ خاص
کیا ہو! تاریخ حضرت نادم
بولا ہاتف کہ ساغر اخلاص

۱۹۸۳ء

نادم کی تحریر کردہ کتب کی فہرست

۱)	علامہ سیتاپوری	ایل بی پریس، سیتاپور	۱۹۳۷
۲)	منجد ہار	مکتبۂ سلطانی ابراہیم، بمبئی	۱۹۴۶ء
۳)	ان سنی	مکتبۂ سلطانی ابراہیم، بمبئی	۱۹۴۶ء
۴)	ہمارا پاکستان	مکتبۂ سلطانی ابراہیم، بمبئی	۱۹۴۶ء
۵)	اکبرالہ آبادی کے لطیفے	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ	۱۹۵۵، ۶۶، ۷۲ء
۶)	فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی	ادارۂ فروغ اردو، لکھنؤ	۱۹۵۹ء
۷)	شہانہ	تنویر بکڈ پو، لکھنؤ	۱۹۵۹ء
۸)	محلسرا	نسیم بکڈ پو، لکھنؤ	۱۹۵۹ء
۹)	انتخابِ فتنہ	عزیز الرحمٰن سلیم بکڈ پو، لکھنؤ	۱۹۶۰ء
۱۰)	ٹیگور	ادارۂ فروغِ اردو، لکھنؤ	۱۹۶۱ء
۱۱)	انتخابِ فتنہ	نسیم بکڈ پو، لکھنؤ	۱۹۶۲ء
۱۲)	غالبِ نام آورم	ادارۂ فروغ اردو، لکھنؤ ۱۹۶۲ء، سنگ میل لاہور	۱۹۷۰ء
۱۳)	غالب کے کلام میں الحاقی عناصر	ادارۂ فروغِ اردو، لکھنؤ	۱۹۶۵ء
۱۴)	حالات زندگی اور انتخاب کلام مصحفی	فیروز سنز، لاہور	۱۹۶۹ء
۱۵)	غالب کے کلام میں الحاقی عناصر	مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی	۱۹۷۰ء
۱۶)	خیابانِ غالب	مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی	۱۹۷۰ء
۱۷)	حالات زندگی اور انتخاب کلام شوق قدوائی	فیروز سنز، لاہور	۱۹۷۰ء
۱۸)	حالات زندگی اور انتخاب کلام، ظفر علی خان	فیروز سنز، لاہور	۱۹۷۰ء، ۲۰۱۰ء
۱۹)	حالات زندگی اور انتخاب کلام، میر انیس	فیروز سنز، لاہور	۱۹۷۱ء

۲۰) خلاصہ مقدمہ ابنِ خلدون فیروز سنز، لاہور، ۱۹۷۱ء، اریب پبلی کیشنز، دہلی ۲۰۰۴ء

۲۱) تلخیص مقدمہ ابن خلدون اریب پبلیکشنز، دہلی ۲۰۰۴ء

نادم سیتا پوری کے تحریر کردہ مقالات و مضامین کی فہرست

۱)	سر سید اعظم مغل دربار میں	صبح امید، بمبئی		۱۹۴۶ء
۲)	بندے ماترم کانگریس کا مسلم آزار قومی ترانہ، الہام، بمبئی		اگست	۱۹۴۶ء
۳)	اختر الدولہ	فروغِ اردو، لکھنؤ	اکتوبر	۱۹۵۶ء
۴)	ہندی کیوں	پیامِ مشرق، بمبئی	ستمبر	۱۹۵۷ء
۵)	ٹیپو سلطان کا کتب خانہ	سرفراز، لکھنؤ	نومبر	۱۹۵۸ء
۶)	میر امن کا سنِ وفات	ہماری زبان، علی گڑھ	نومبر	۱۹۵۹ء
۷)	جگر بسوانی	ہماری زبان، علی گڑھ		۱۹۵۹ء
۸)	انیسویں صدی میں لکھنو کی اردو صحافت، پیامِ اسلام، لکھنؤ		فروری	۱۹۶۰ء
۹)	کچھ میر، آتش اور ناسخ کے مزارات کے متعلق، قومی آواز، لکھنؤ		اپریل	۱۹۶۱ء
۱۰)	برادرم محترم	فروغ اردو، لکھنؤ		۱۹۶۱ء
۱۱)	مجموعہ سخن	آج کل، دہلی	اکتوبر	۱۹۶۱ء
۱۲)	کچھ آسودگانِ خواب کے بارے میں، نگار، لکھنؤ		نومبر	۱۹۶۱ء
۱۳)	ایک قلمی روزنامچہ	اردو ادب، کراچی		۱۹۶۱ء
۱۴)	اکبرالہ آبادی کی دو غیر معروف کتابیں، ہماری زبان، علی گڑھ		دسمبر	۱۹۶۱ء
۱۵)	منشی سجاد حسین کی آپ بیتی	نیا دور، لکھنؤ	مئی	۱۹۶۲ء
۱۶)	شعرائے ٹونک کا ایک قدیم تذکرہ	اردو ادب، علی گڑھ		۱۹۶۲ء
۱۷)	شعلہ ءِ جوالہ	اردو ادب، علی گڑھ		۱۹۶۲ء
۱۸)	مولانا ابوالکلام آزاد کا ابتدائی کلام	ہماری زبان، علی گڑھ	جون	۱۹۶۲ء
۱۹)	میرزا تقی ہوس اور خواجہ عشرت لکھنوی، ہماری زبان، علی گڑھ		جولائی	۱۹۶۲ء
۲۰)	اخبار الاخیار	پیام اسلام، لکھنؤ	ستمبر	۱۹۶۲ء
۲۱)	ید بیضا	جنگ، کراچی	۲ جنوری	۱۹۶۳ء
۲۲)	ڈاکٹر بجنوری کے چند خطوط	جامعہ، دہلی	جنوری	۱۹۶۳ء

۲۳)	غالب کا ایک گمنام شاگرد	نگار، لاہور	فروری ۱۹۶۳ء
۲۴)	چند نادر خطوط	مجلس، لاہور	فروری ۱۹۶۳ء
۲۵)	ریاض خیرآبادی کی ایک غیر معروف نظم، ہماری زبان، علی گڑھ		فروری ۱۹۶۳ء
۲۶)	افسرالشعراء آغا شاعر دہلوی	الشجاع	مارچ ۱۹۶۳ء
۲۷)	حیاتِ اقبال کا ایک دلچسپ پہلو	قومی زبان، کراچی	اپریل ۱۹۶۳ء
۲۸)	ایک دلچسپ دستاویز	نوائے ادب، بمبئی	اپریل ۱۹۶۳ء
۲۹)	سوالنامہ اقبال نمبر کا جواب	سیپارہ، لاہور	جون ۱۹۶۳ء
۳۰)	تذکرہ نما	اردو نامہ، کراچی	جولائی ۱۹۶۳ء
۳۱)	مرحوم	نقوش، لاہور	ستمبر ۱۹۶۳ء
۳۲)	نامی سیتاپوری	نیا دور، لکھنؤ	اکتوبر ۱۹۶۳ء
۳۳)	مردان علی خان رعنا	ہماری زبان، علی گڑھ	اکتوبر ۱۹۶۳ء
۳۴)	حیاتِ غالب	ماہ نو، کراچی	مارچ ۱۹۶۴ء
۳۵)	غیاث کا اردو ترجمہ	ہماری زبان، علی گڑھ	اپریل ۱۹۶۴ء
۳۶)	شاکر میرٹھی، سرور جہاں آبادی اور منشی ودیا نرائن نگم، ہماری زبان، علی گڑھ		جون ۱۹۶۴ء
۳۷)	مضطر خیرآبادی	مجلس، لاہور	ستمبر ۱۹۶۴ء
۳۸)	عیش لکھنوی	نیا دور، لکھنؤ	اکتوبر ۱۹۶۴ء
۳۹)	گئور کشا اور اردو	ہماری زبان، علی گڑھ	اکتوبر ۱۹۶۴ء
۴۰)	مرمت خان مرمت عہد میر کا ایک گمنام شاعر، نقوش، لاہور		نومبر ۱۹۶۴ء
۴۱)	ہاشمی صاحب (ہاشمی نمبر)	سب رس، کراچی	جنوری ۱۹۶۵ء
۴۲)	کچھ گلکدہء عزیز کے بارے میں	ہماری زبان، علی گڑھ	جون ۱۹۶۵ء
۴۳)	اقبال کی چند سطریں	ہماری زبان، علی گڑھ	جولائی ۱۹۶۵ء
۴۴)	تحریک خلافت کی باغیانہ نظمیں	ماہ نو، کراچی	جولائی ۱۹۶۵ء
۴۵)	مدارالدولہ نواب علی نقی خاں	نقوش، لاہور	جنوری ۱۹۶۶ء
۴۶)	بزمِ اکبر (ایک تنقیدی جائزہ)	ہماری زبان، علی گڑھ	مارچ ۱۹۶۶ء
۴۷)	ایک ممتاز غالب شناس	ماہ نو، کراچی	اپریل ۱۹۶۷ء

۴۸)	بیگماتِ اودھ کے خطوط کا تاریخی پس منظر، نقوش، لاہو		ستمبر ۱۹۶۷ء
۴۹)	غریق سیتاپوری	ماہنامہ مجلس، لاہور	اکتوبر ۱۹۶۷ء
۵۰)	زہری خیرآبادی	صحیفہ، لاہور	اکتوبر ۱۹۶۸ء
۵۱)	مرقع اردو اخبارات و رسائل	ہماری زبان، علی گڑھ	مئی ۱۹۶۸ء
۵۲)	غالب کی آخری آرام گاہ	العلم، کراچی	مارچ ۱۹۶۹ء
۵۳)	غالب اور ریاض خیرآبادی	نقوش، لاہور	اپریل ۱۹۶۹ء
۵۴)	اصلاحاتِ غالب	نقوش، لاہور	اپریل ۱۹۶۹ء
۵۵)	سیتاپور کے کتب خانے	العلم، کراچی	ستمبر ۱۹۶۹ء
۵۶)	غالب کے متعلق چند غیر معتبر روایات، اردو، کراچی		۱۹۶۹ء
۵۷)	غالب ''تحقیق'' اپریل فول	اردو ادب	۱۹۶۹ء
۵۸)	علی عباس حسینی چند یادیں	افکار، کراچی	۱۹۶۹ء
۵۹)	تذکرۂ شعرائے لکھنو اور خواجہ عشرت لکھنوی، قومی زبان، کراچی		جنوری ۱۹۷۰ء
۶۰)	لاہور اردو صحافت کا قدیم گہوارہ	جنگ، کراچی	۶ ستمبر ۱۹۷۰ء
۶۱)	یادش بخیر علامہ شاداں بلگرامی	طلوعِ افکار، کراچی	جنوری ۱۹۷۱ء
۶۲)	یادش بخیر اثر لکھنوی	طلوعِ افکار، کراچی	فروری ۱۹۷۱ء
۶۳)	یادش بخیر محشر لکھنوی	طلوعِ افکار، کراچی	مارچ ۱۹۷۱ء
۶۴)	''مراۃ الہند'' لکھنو کا ایک قدیم ماہنامہ، العلم، کراچی		جون ۱۹۷۱ء
۶۵)	یادش بخیر اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں، طلوعِ افکار، کراچی		مئی ۱۹۷۱ء
۶۶)	یادش بخیر سید نصیر الدین ہاشمی	طلوعِ افکار، کراچی	جون ۱۹۷۱ء
۶۷)	یادش بخیر ریاض خیرآبادی	طلوعِ افکار، کراچی	جولائی ۱۹۷۱ء
۶۸)	مومن کے پسماندگان	العلم، کراچی	ستمبر ۱۹۷۱ء
۶۹)	ریاض خیرآبادی کی پہلی سوانح حیات، ماہِ نو، کراچی		اگست ۱۹۷۱ء
۷۰)	یادش بخیر لکھنؤ کے چند اربابِ کمال	طلوعِ افکار، کراچی	اگست ۱۹۷۱ء
۷۱)	پنجاب کا پہلا اردو اخبار	العلم، کراچی	دسمبر ۱۹۷۱ء
۷۲)	مولانا مہر سے پہلی اور آخری ملاقات، العلم، کراچی		مارچ ۱۹۷۲ء

۷۳)	ریاض خیرآبادی کی صحافتی زندگی	العلم، کراچی	اکتوبر ۱۹۷۲ء
۷۴)	لکھنو کے چند تاریخی مشاعرے	العلم، کراچی	ستمبر ۱۹۷۳ء
۷۵)	رفعت شیروانی شاگرد غالب کی خودنوشت تحریریں، نقوش، لاہور		اگست ۱۹۷۳ء
۷۶)	راجہ صاحب محمودآباد	روزنامہ مساوات	۶ نومبر ۱۹۷۴ء
۷۷)	عبدالعزیز خالد	تحریریں، لاہور	اپریل ۱۹۷۵ء
۷۸)	تقدیم، فکروفغاں	انجمن سفینۂ ادب، کراچی	جون ۱۹۷۵ء
۸۹)	پس منظر، مولانا فضل حق خیرآبادی اور سنہ ستاون، ایجوکیشنل پرنٹنگ پریس، کراچی		۱۹۷۵ء
۸۰)	شعر کم اور مقطعے زیادہ لڑے	عوامی عدالت، کراچی	۲۰ جون ۱۹۷۵ء
۸۱)	لمبے بال اور جوئیں	عوامی عدالت، کراچی	۲۷ جون ۱۹۷۵ء
۸۲)	اصل مطابق نقل	عوامی عدالت، کراچی	۴ جولائی ۱۹۷۵ء
۸۳)	اونٹ کے کوہان سے پنڈت نہرو کی شعبدہ بازی تک، عوامی عدالت		۱۱ جولائی ۱۹۷۵ء
۸۴)	علم دریاؤ نہیں قلم دریاؤ	عوامی عدالت، کراچی	۱۹ جولائی ۱۹۷۵ء
۸۵)	معاشیات سے بدمعاشیات تک	عوامی عدالت، کراچی	۲۵ جولائی ۱۹۷۵ء
۸۶)	کراچی کی ایک ہوم انڈسٹری صنعت کفن کسوٹی، عوامی عدالت		یکم اگست ۱۹۷۵ء
۸۷)	ایک ڈھونڈو ہزار	عوامی عدالت، کراچی	۷ اگست ۱۹۷۵ء
۸۸)	مسائل کا شہر	عوامی عدالت، کراچی	۱۴ اگست ۱۹۷۵ء
۸۹)	کمپنی کی مشہوری کے لئے	عوامی عدالت، کراچی	۲۱ اگست ۱۹۷۵ء
۹۰)	اگلے وقتوں کے لوگ	عوامی عدالت، کراچی	۵ ستمبر ۱۹۷۵ء
۹۱)	ذکر ہے نصف صدی ادھر کا	عوامی عدالت، کراچی	۱۲ ستمبر ۱۹۷۵ء
۹۲)	ٹائی فونیات	عوامی عدالت، کراچی	۱۹ ستمبر ۱۹۷۵ء
۹۳)	قصہ کتوں کے شناختی کارڈ بنوانے کا	عوامی عدالت، کراچی	۲۶ ستمبر ۱۹۷۵ء
۹۴)	نس بندی بذریعہ مہنگائی	عوامی عدالت، کراچی	۱۷ اکتوبر ۱۹۷۵ء
۹۵)	اخاہ رے مادے	عوامی عدالت، کراچی	۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء
۹۶)	مرزا دبیر سیتاپور میں	ماہِ نو، کراچی	اکتوبر ۱۹۷۵ء
۹۷)	مولانا شرر لکھنوی اور پاکستان کا بنیادی تصور، العلم، کراچی		جولائی ۱۹۷۶ء
۹۸)	کلیاتِ اقبال	سب رس، کراچی	فروری ۱۹۷۸ء

حواشی:

۱۔ http://sitapor.nic.in/history.htm سیتاپور کی سرکاری ویب سائٹ۔

۲۔ ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی''، نادم سیتاپوری، ادارۂ اردو لکھنؤ، مئی ۱۹۵۹ء، ص ۹۷۔

۳۔ ''تاریخ سیتاپور''، سید محمد اکبر عادل سیتاپوری، غیر مطبوعہ، یہ تاریخی کتاب میں نادم سیتاپوری کے ذاتی ذخیرے میں ان کے صاحبزادے ڈاکٹر عابد اظہر کے پاس محفوظ ہے۔

۴۔ ''یادش بخیر، علامہ شاداں بلگرامی''، نادم سیتاپوری، مشمولہ ''طلوع افکار''، جنوری ۱۹۷۱ء، ص ۱۳۔

۵۔ مشمولہ ''روزنامہ حریت''، ادبی گزٹ، کراچی، ۲۶ر اپریل ۱۹۶۹ء، ص ۶۔

۶۔ مشمولہ ''روزنامہ حریت''، ادبی گزٹ، کراچی، ۲۶ر اپریل ۱۹۶۹ء، ص ۶۔

۷۔ مشمولہ ''روزنامہ قومی آواز''، لکھنؤ، ۹ر اپریل ۱۹۸۳ء۔

۸۔ ''روزنامہ قومی آواز''، لکھنؤ، ۲۶ر فروری ۱۹۶۱ء۔

۹۔ ''مولانا اثر لکھنوی اور پاکستان کا بنیادی تصور''، نادم سیتاپوری، مشمولہ ''العلم''، کراچی ''قائد اعظم نمبر''، جولائی ۱۹۷۶ء، ص ۱۶۹۔

۱۰۔ ''ہمارا پاکستان''، نادم سیتاپوری، مکتبۂ سلطانی ابراہیم رحمت اللہ روڈ بمبئی، ۱۹۴۶ء۔

۱۱۔ مشمولہ ''الہام''، بمبئی، اگست ۱۹۴۶ء۔

۱۲۔ مشمولہ ''العلم''، کراچی، ''قائد اعظم نمبر''، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۶ء، ص ۱۶۷ تا ۱۷۲۔

۱۳۔ مشمولہ ''رونامہ مساوات''، کراچی، ۶ نومبر ۱۹۷۷ء ص ۳۔

۱۴۔ مشمولہ ''ماہ نو''، کراچی، جولائی ۱۹۶۵ء، ص ۲۰ تا ۲۳۔

۱۵۔ مشمولہ ''نقوش''، لاہور، ستمبر ۱۹۶۷ء ص ۱۰۱ تا ۱۰۸۔

۱۶۔ مشمولہ ''العلم''، کراچی، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۱ء ص ۶ تا ۲۴۔

۱۷۔ مشمولہ ''نیا دور''، لکھنو، (انقلاب ۱۸۵۷ء نمبر)، اپریل، مئی ۲۰۰۷ء، ص ۳۰۴ تا ۳۰۹، یہ مضمون پہلی بار نیا دور کے اگست ۱۹۵۷ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔

۱۸۔ مشمولہ ''نقوش''، جنوری ۱۹۶۶ء، ص ۱۹۴ تا ۲۱۷۔

۱۹۔ مشمولہ ''سنگم''، ص ۱۲ تا ۱۵، سن اور دیگر تفصیلات موجود نہیں ہیں۔ یہ مضمون نادم کے ذاتی ذخیرے سے دستیاب ہوا

۲۰۔ ''غالب نام آورم''، نادم سیتاپوری، ادارہ فروغ اردو لکھنو، ۱۹۶۲ء۔

۲۱۔ ''غالب کے کلام میں الحاقی عناصر''، نادم سیتاپوری، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۹۷۰ء۔

۲۲۔ ''خیابانِ غالب''، نادم سیتاپوری، مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ کراچی۔ ۱۹۷۰ء۔

۲۳۔ مشمولہ ''نگار''، لاہور، فروری ۱۹۶۳ء۔

۲۴۔ مشمولہ ''ہماری زبان''، علی گڑھ، اکتوبر ۱۹۶۳ء۔
۲۵۔ مشمولہ ''ماہ نو''، کراچی، مارچ ۱۹۶۴ء ص ۲۵ تا ۳۳ اور ۱۰۰۔
۲۶۔ مشمولہ ''ماہ نو''، کراچی، اپریل ۱۹۶۷ء ص ۳۷ تا ۴۴ اور ۴۷۔
۲۷۔ مشمولہ ''العلم''، کراچی، جنوری تا مارچ ۱۹۶۹ء۔
۲۸۔ مشمولہ ''اردو ادب''، ۱۹۶۹ء، شمارہ ا، ص ۱۲۷ تا ۱۳۸۔
۲۹۔ ''نقوش''، لاہور، [غالب نمبر]، اپریل ۱۹۶۹ء۔
۳۰۔ مشمولہ ''نقوش''، لاہور، اپریل ۱۹۶۹ء ص ۵۲۸ تا ۵۴۷۔
۳۱۔ مشمولہ ''سہ ماہی اردو''، ۱۹۶۹ء، ص ۱۴۱ تا ۱۶۰۔
۳۲۔ مشمولہ ''نقوش''، لاہور، ۱۳ اگست ۱۹۷۳ء، ص ۱۱۱ تا ۱۱۴۔
۳۳۔ ''علامہ سیتاپوری''، نادم سیتاپوری، ایل ایل بی پریس، سیتاپور، اگست ۱۹۳۷ء۔
۳۴۔ ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی''، نادم سیتاپوری، ادارۂ اردو لکھنو، ۱۹۵۹ء۔
۳۵۔ ''ٹیگور''، نادم سیتاپوری، ادارۂ فروغ اردو، لکھنو، ۱۹۶۱ء۔
۳۶۔ ''خلاصہ مقدمہ ابنِ خلدون''، نادم سیتاپوری، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۷۱ء۔
۳۷۔ ''اکبر الہ آبادی کے لطیفے''، نادم سیتاپوری، نسیم بکڈ پو لکھنو، ۱۹۵۵ء۔
۳۸۔ ''حالات زندگی اور انتخاب کلام مصحفی'' نادم سیتاپوری، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۶۹ء۔
۳۹۔ ''حالات زندگی اور انتخاب کلام شوق قدوائی''، نادم سیتاپوری، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۷۰ء۔
۴۰۔ ''حالات زندگی اور انتخاب کلام ظفر علی خان''، نادم، سیتاپوری، فیروز سنز، لاہو، ۱۹۷۰ء۔
۴۱۔ ''حالات زندگی اور انتخاب کلام میر انیس''، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۷۱ء۔
۴۲۔ مشمولہ ''فروغ اردو''، لکھنؤ، اکتوبر ۱۹۵۶ء ص ۳۳ تا ۳۵۔
۴۳۔ مشمولہ ''ہماری زبان''، علی گڑھ، شمارہ ۸، ۱۹۵۹ء، ص ا تا ۲ اور ۱۵۔
۴۴۔ مشمولہ ''اردو ادب''، کراچی، شمارہ ۴، ۱۹۶۱ء، ص ۶۷ تا ۸۵۔
۴۵۔ مشمولہ ''نیا دور''، لکھنؤ، مئی ۱۹۶۲ء، ص ۲۳ تا ۲۷۔
۴۶۔ مشمولہ ''مجلس''، لاہور، فروری ۱۹۶۳ء۔
۴۷۔ مشمولہ ''ہماری زبان'' علی گڑھ، ۱۵ فروری ۱۹۶۳ء۔
۴۸۔ مشمولہ ''الشجاع''، مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۱۸ تا ۱۲۲۔
۴۹۔ مشمولہ ''نوائے ادب''، بمبئی، اپریل ۱۹۶۳ء، ص ۲۷ تا ۳۸۔
۵۰۔ مشمولہ ''نیا دور''، لکھنؤ، اکتوبر ۱۹۶۳ء ص ۳۴ تا ۳۹۔
۵۱۔ مشمولہ ''مجلس''، لاہور، ستمبر ۱۹۶۴ء، ص ۵ تا ۱۲۔

۵۲ مشمولہ ''نیا دور''، لکھنؤ، اکتوبر ۱۹۶۴ء۔
۵۳ مشمولہ ''نقوش''، لاہور، نومبر ۱۹۶۴ء، ص ۱۳۰ تا ۱۴۰۔
۵۴ مشمولہ ''نقوش''، لاہور، جنوری ۱۹۶۶ء۔
۵۵ مشمولہ ''ماہ نامہ مجلس''، لاہور، اکتوبر ۱۹۶۷ء۔
۵۶ مشمولہ ''صحیفہ''، لاہور، اکتوبر ۱۹۶۸ء، ص ۹۲ تا ۱۰۴۔
۵۷ مشمولہ ''قومی زبان'' کراچی، جنوری ۱۹۷۰ء۔
۵۸ مشمولہ ''ماہِ نو''، کراچی، اگست ۱۹۷۱ء۔
۵۹ دبیر سیتاپور میں، نادم کے ذاتی ذخیرے سے صرف مضمون کے صفحات دستیاب ہو سکے، رسالے کا نام اور سن اشاعت موجود نہیں ہے۔
۶۰ ''انتخابِ فتنہ''، نادم سیتاپوری، سلیم بک ڈپو، لکھنؤ، جولائی ۱۹۶۰ء۔
۶۱ ''ہندوستانی صحافت کی پہلی تاریخ''، پریس بلیٹن، پریس انفارمیشن بیورو گورنمنٹ آف انڈیا، بلیٹن نمبر ۵۶۵، ستمبر ۱۹۵۸ء۔
۶۲ مشمولہ ''پیام اسلام''، لکھنؤ، یکم فروری ۱۹۶۰ء، ص ۲ تا ۷۔
۶۳ مشمولہ ''پیام اسلام''، لکھنؤ، ۲۴۔ستمبر ۱۹۶۲ء، ص ۱۸ تا ۲۷۔
۶۴ مشمولہ ''ہماری زبان''، علی گڑھ، مئی ۱۹۶۸ء، ص ۸۔۹۔
۶۵ مشمولہ ''قومی زبان''، کراچی، فروری ۱۹۷۰ء۔
۶۶ مشمولہ، جنگ''، کراچی، ۶ ستمبر ۱۹۷۰ء۔
۶۷ مشمولہ ''العلم''، کراچی، اپریل تا جون ۱۹۷۲ء، ص ۵۵ تا ۶۳۔
۶۸ مشمولہ ''العلم''، کراچی، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۱ء، ص ۶ تا ۲۴۔
۶۹ مشمولہ ''العلم''، کراچی، اکتوبر ۱۹۷۲ء، ص ۷۳ تا ۸۴۔
۷۰ مشمولہ ''اردو نامہ''، کراچی، شمارہ ۱۸، ص ۷۱ تا ۸۰۔
۷۱ ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی''، محولہ بالہ۔
۷۲ ''انتخاب فتنہ''، محولہ بالا۔
۷۳ مشمولہ ''العلم''، کراچی، جولائی تا ستمبر ۱۹۶۹ء، ص ۶۴ تا ۷۸۔
۷۴ مشمولہ ''ماہِ نو''، کراچی، اگست ۱۹۷۱ء، ص ۸۰ تا ۸۸۔
۷۵ مشمولہ ''ماہِ نو''، کراچی، ستمبر اکتوبر ۱۹۷۵ء۔
۷۶ ''منجد ہار''، نادم سیتاپوری، مکتبہء سلطانی ابراہیم، بمبئی، ۱۹۴۶ء۔
۷۷ ''ان سنی''، نادم سیتاپوری، مکتبہء سلطانی ابراہیم، بمبئی، ۱۹۴۶ء۔
۷۸ ''محلسرا''، نادم سیتاپوری، نسیم بکڈپو، لکھنو، ۱۹۵۹ء۔

۹۷۔ ''شہانہ''، نادم سیتاپوری، تنویر بکڈ پو، لکھنو، ۱۹۵۹ء۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ سیتاپوری، نادم: ۱۹۳۷ء، ''علامہ سیتاپوری''، ایل ایل بی پریس، سیتاپور۔
۲۔ ______ :۱۹۴۶ء، ''ان سنی'' مکتبۂ سلطانی ابراہیم، بمبئی۔
۳۔ ______ :۱۹۴۶ء، ''منجد ہار''، مکتبۂ سلطانی ابراہیم، بمبئی۔
۴۔ ______ :۱۹۴۶ء، ''ہمارا پاکستان''، مکتبۂ سلطانی ابراہیم رحمت اللہ روڈ، بمبئی۔
۵۔ ______ :۱۹۵۵ء، ''اکبرالہ آبادی کے لطیفے''، نسیم بک ڈپو، لکھنؤ۔
۶۔ ______ :۱۹۵۹ء، ''شہانہ''، نادم سیتاپوری، تنویر بکڈ پو، لکھنؤ۔
۷۔ ______ :۱۹۵۹ء، ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی''، ادارۂ اردو لکھنؤ۔
۸۔ ______ :۱۹۵۹ء، ''محل سرا''، نسیم بکڈ پو، لکھنؤ۔
۹۔ ______ :۱۹۶۰ء، ''انتخاب، فتنہ''، سلیم بک ڈپو، لکھنؤ۔
۱۰۔ ______ :۱۹۶۲ء، ''غالبِ نام آورم''، نادم سیتاپوری، ادارہ فروغ اردو، لکھنؤ۔
۱۱۔ ______ :۱۹۶۹ء، ''حالات زندگی اور انتخاب کلام مصحفی''، فیروزسنز، لاہور۔
۱۲۔ ______ :۱۹۷۰ء، ''حالات زندگی اور انتخاب کلام شوق قدوائی''، فیروزسنز، لاہور۔
۱۳۔ ______ :۱۹۷۰ء، ''حالات زندگی اور انتخاب کلام ظفر علی خان''، فیروزسنز، لاہو۔
۱۴۔ ______ :۱۹۷۰ء، ''خیابان غالب''، مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ کراچی۔
۱۵۔ ______ :۱۹۷۰ء، ''غالب کے کلام میں الحاقی عناصر'' مدینہ پبلیشنگ کمپنی، کراچی۔
۱۶۔ ______ :۱۹۷۱ء، ''حالات زندگی اور انتخاب کلام میر انیس''، فیروزسنز، لاہور۔
۱۷۔ ______ :۱۹۷۱ء، ''خلاصہ مقدمہ ابنِ خلدون''، فیروزسنز، لاہور۔
۱۸۔ ______ :۱۹۸۱ء، ''ٹیگور''، ادارۂ فروغِ اردو، لکھنؤ۔
۱۹۔ ______ ، اکبر عادل، محمد، سید: سن ندارد ''تاریخ سیتاپور''

رسائل وجرائد:

۱۔ ''العلم''، جنوری تا مارچ، جولائی تا دسمبر ۱۹۶۹ء، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۱ء، اپریل تا جون، اکتوبر ۱۹۷۲ء، جولائی ۱۹۷۶ء، کراچی۔
۲۔ ''الہام، اگست ۱۹۴۶ء، بمبئی۔
۳۔ 'اردو ادب''، ۱۹۶۱ء، ۱۹۶۹ء، کراچی۔
۴۔ ''الشجاع''، مارچ ۱۹۶۳ء، لاہور۔
۵۔ ''اردو نامہ''، اردو لغت بورڈ، کراچی۔
۶۔ سہ ماہی ''اردو''، ۱۹۶۹ء، کراچی۔

۷۔ ''پیامِ اسلام'' یکم فروری ۱۹۶۰ء، ستمبر۱۹۶۲ء، لکھنؤ۔
۸۔ ''سنگم''، سن ندارد، کراچی۔
۹۔ ''صحیفہ''، اکتوبر ۱۹۶۸ء، لاہور۔
۱۰ ''طلوعِ افکار''، جنوری ۱۹۷۱ء کراچی۔
۱۱۔ ''فروغِ اردو''، اکتوبر ۱۹۵۶ء، لکھنؤ۔
۱۲۔ ''مجلس''، فروری ۱۹۶۳ء، ستمبر۱۹۶۴ء، کتوبر ۱۹۶۷ء، لاہور۔
۱۳۔ ''ماہِ نو''، مارچ ۱۹۶۴ء، جولائی ۱۹۶۵ء، اپریل ۱۹۶۷ء، اگست ۱۹۷۱ء، ستمبر اکتوبر ۱۹۷۵ء، کراچی۔
۱۶۔ ''نقوش''، نومبر۱۹۶۴ء، جنوری ۱۹۶۶ء ، ستمبر ۱۹۶۷ء، اپریل ۱۹۶۹ء، اگست ۱۹۷۳ء، لاہور
۱۷۔ ''نگار''، فروری ۱۹۶۳ء، لاہور۔
۱۸۔ 'نوائے ادب''، اپریل ۱۹۶۳ء، بمبئی۔
۱۹۔ 'قومی زبان'' کراچی، جنوری ۱۹۷۰ء، فروری ۱۹۷۰ء
۲۰۔ ''نیا دور''، مئی ۱۹۶۲ء، اکتوبر ۱۹۶۳ء، اکتوبر ۱۹۶۴ء، اپریل، مئی ۲۰۰۷ء، لکھنؤ۔
۲۱۔ ''ہماری زبان''، ۱۹۵۹ء، ۱۵/فروری ۱۹۶۳ء، اکتوبر ۱۹۶۳ء، مئی ۱۹۶۸ء، علی گڑھ۔
۲۲۔ ''ہندوستانی صحافت کی پہلی تاریخ''، ستمبر ۱۹۵۸ء، پریس بلیٹن، پریس انفارمیشن بیورو گورنمنٹ آف انڈیا، بلیٹن نمبر ۵۶۵،
۲۳۔ روزنامہ ''جنگ''، ۶/ستمبر ۱۹۷۰ء کراچی۔
۲۴۔ روزنامہ ''حریت''، ۲۶/اپریل ۱۹۶۹ء، کراچی۔
۲۵۔ روزنامہ ''قومی آواز''، ۲۶/فروری ۱۹۶۱ء، ۹/اپریل ۱۹۸۳ء، لکھنؤ۔
۲۶۔ روزنامہ ''مساوات''، ۶/نومبر ۱۹۷۴ء، کراچی۔
ویب گاہ: ☆ http://sitapor.nic.in/history.htm سیتاپور کی سرکاری ویب سائٹ۔